لکھنؤ

# تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

## تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

دنیا میں جو عذاب نازل ہوتے رہتے ہیں، ان کا فلسفہ یہی ہے کہ فطرت سلیم ایسے موقعوں پر راہ ہدایت پا جاتی ہے لیکن ایسی مخلوق کی بھی کمی نہیں جو الٹا اثر لیتی ہے، اس کی شقاوت وقساوت کے لیے یہ تمام تازیانے بے اثر رہتے ہیں ہر تازہ نشانِ غیبی، ہر جدید آیت الٰہی، ہر تنبیہ فطرت غفلت و جمود، الحاد و اعراض میں اضافہ ہی کرتی رہتی ہے، جو تریاق ہونا چاہیے تھا وہ اس کے حق میں زہر کا کام دینے لگتا ہے، ہجوم مصائب میں بھی اسے تکیہ مادی اسباب پر، اور بھروسہ دنیاوی وسائل پر رہتا ہے، پیٹ کا سوال ہر عالیشان دفتر کا طواف کراتا رہتا ہے، دفتری کارکن کا سر دفتر کے آگے دراز ہوتا رہتا ہے، ہر امیر، ہر وزیر، ہر بڑا افسر امیدوں کا مرکز، حاجتوں کا قبلہ بنا رہتا ہے، (اللہ کے بھیجے ہوئے تنبیہی مصائب و آفات کی تاویل کر کے) اللہ سے بے تعلقی، مصیبتوں کے ہجوم کے وقت بھی بجائے گھٹنے کے کچھ اور بڑھ ہی جاتی ہے۔

نظام کائنات میں اذیت و تکلیف کا وجود رکھا ہی اس غرض سے گیا ہے کہ اس سے نفس میں شکستگی و تضرع پیدا ہو، دُھن بجائے اسباب کے مسبب الاسباب کی پیدا ہو، مخلوق اپنے ہم جنسوں سے بے آس ہو کر خلوص و خضوع کے ساتھ اپنے خالق کی جانب رجوع کر لے، شاعر یہی منظر دیکھ کر صدا لگاتا ہے

مذہب نے پکارا اے اکبر اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
یاروں نے کہا یہ قول غلط تنخواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

خزینہ ... ندوۃ العلماء لکھنؤ

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ

سالانہ زر تعاون -/250

۲۵/ اپریل ۲۰۱۳ء

فی شمارہ =/12₹

پندرہ روزہ

# تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۵۰ — ۲۵/اپریل ۲۰۱۳ء مطابق ۱۳/جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ — شمارہ نمبر ۱۲



زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

- مولانا خالد ندوی غازی پوری
- نعیم الرحمٰن صدیقی ندوی



ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007

E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

| سالانہ زر تعاون -/250 | فی شمارہ -/12 | ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک کے لئے 50$ ڈالر |
|---|---|---|

ڈرافٹ یا چیک تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ بینک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں، بصورت دیگر =/30 روپے زائد چیک ہوں... وصول کی جائے گی۔

آپ کے خریداری نمبر کے پیچھے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلدی زر تعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)


## اس شمارے میں


| | | |
|---|---|---|
| **شعر و ادب** | | |
| زمیں کو اوجِ حرم دے کے نیک نام کیا | شفیق جونپوری | ۲ |
| **اداریہ** | | |
| زوالِ بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں | شمس الحق ندوی | ۳ |
| **عقیدۂ توحید** | | |
| دینِ حق اور علمائے ربانی | حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی | ۵ |
| **جہد مسلسل** | | |
| خطبہ صدارت ۲۳واں اجلاس بورڈ | حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی | ۹ |
| **معیار مطلوب** | | |
| لباسِ زندگی کا انتخاب | مولانا خالد سیف اللہ رحمانی | ۱۲ |
| **راہ عمل** | | |
| قرآن مجید کو خوب عام کریں! | مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی | ۱۳ |
| **ہمارا سماج** | | |
| والدین کی نافرمانی کا فتنہ | سید احمد وسیم ندوی | ۱۵ |
| **فقہ و فتاویٰ** | | |
| سوال و جواب | مفتی محمد ظفر عالم ندوی | ۱۸ |
| **ایمان و عزیمت** | | |
| سیدنا حضرت سلمان فارسیؓ | ادارہ | ۱۹ |
| **تسلیم و رضا** | | |
| قناعت اور اس کے ثمرات | تحریر: حمدی حنفی | ۲۲ |
| **توبہ و ندامت** | | |
| آنسو کے قطرے | محمد نصر اللہ ندوی | ۲۵ |
| **خبر و نظر** | | |
| عالم اسلام | جاوید اختر ندوی | ۲۷ |
| **تعارف و تبصرہ** | | |
| رسید کتب | محمود حسن حسنی ندوی | ۲۹ |
| **پیام عمل** | | |
| اعلامیہ ۲۳واں اجلاس بورڈ | | ۳۱ |



پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔



اعلیٰ ترین معیاری کوالٹی اور قابل اعتماد دوائیں

**کارڈیو کیور**

امراض قلب کے لئے نایاب تحفہ

- کولیسٹرول کی زیادتی کو کم کرنے میں معاون ہے۔
- بائی پاس سرجری کے بعد آنے والی پیچیدگیوں میں مفید ہے۔
- شریانوں کے پیچ کو کھولنے میں معاون ہے۔
- گھبراہٹ کو دور کرتا اور دل کو طاقت دیتا ہے۔

**ڈرما کیور**

خون صاف کرنے اور جلدی امراض کی بہترین دوا

- خون کی گرمی اور خشکی کو کم کرتی ہے۔
- چہرے کو نکھار کر اس میں رونق اور جاذبیت پیدا کرتی ہے۔
- جسم کو تازگی دے کر ہلکا پھلکا اور چست رکھتی ہے۔
- کیل مہاسے، پھوڑے پھنسی، گرمی کے لال اور سفید دانے، چہرے کی چھائیاں، اور داد جیسی بیماریوں میں فوراً راحت پہنچاتی ہے۔

**کف کیور**

نزلہ زکام اور کھانسی کے لئے

- خشک و بلغمی کھانسی کے لئے معیاری دوا
- پھیپھڑوں میں بلغم جمع ہونے
- کالی کھانسی
- سردی، نزلہ، زکام اور دمہ وغیرہ میں مفید ہے۔
- گلے کی خراش، گلے کا درد، آواز بیٹھ جانا، ناک اور سانس کی نالی کے ورم کو دور کرتا ہے۔

**انزی کیور**

ڈائجیسٹیو انزائم

- پیٹ میں بھاری پن
- بھوک نہ لگنا
- قبض، گیس بننا
- ضعف اشتہاء
- کھٹی ڈکار آنا
- ذہنی یکسوئی کا مفقود ہونا
- اپھارہ، جلن
- جسمانی کمزوری میں
- کھانے کے بعد متلی، قے
بیحد مفید ہے۔

**ماسٹر مائنڈ**

- قوت حافظہ بڑھاتا اور ذہن و دماغ میں یکسوئی لاتا ہے۔
- سوچنے و سمجھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔
- آنکھوں کی بینائی کو تیز کرتا ہے۔
- رات میں بچوں کے بستر پر پیشاب ... کو دور کرتا ہے۔

Director & Charmaine: Hkm/Dr Molana Mohd. Qamaruzzaman Nadvi

An ISO 9001 : 2008 & GMP Certified Co.

CURE HERBAL REMEDIES

Mirzapur Pole 24712, Saharanpur (U.P.) India

Phone: +91-132-2774444, 9927658021

کیور ہربل ریمیڈیز

مرزا پور پول ۲۴۷۱۲ ضلع سہارنپور (یوپی) انڈیا

Email: cureherbal10@gmail.com

شعروادب

# زمیں کو اوج حرم دے کے نیک نام کیا

شفیق جونپوری

خدا کی حمد سے آغاز ہر مقام کیا ● کہ جس نے مجھ کو سخن فہم و خوش کلام کیا
اسی نے نطق سے انسان کو شرف بخشا ● اسی نے حرف و معانی کا اہتمام کیا
وہ نور خاص جبین ابوالبشر کو دیا ● ملائکہ نے بھی آدم کا احترام کیا
بشر کو اپنی خلافت کا مرتبہ دے کر ● فیوض نا متناہی کو اور عام کیا
بتا کے جن و بشر کے وجود کی غایت ● "لیعبدون" پہ مقصد کا اختتام کیا
فلک کو سدرہ و طوبیٰ و عرش و لوح وقلم ● زمیں کو اوج حرم دے کے نیک نام کیا
فلک کو چاند ستاروں سے روشنی بخشی ● زمیں کو سنبل و ریحاں سے خوش مقام کیا
زمیں کی پیاس بجھانے کے واسطے کیا کیا ● فضا میں ابر بہاری کا انتظام کیا
شفق سے دامن گردوں کو کر دیا رنگیں ● زمیں کو خون شہیداں سے لالہ فام کیا
ہوائے تند کو صحرا میں سوز دل بخشا ● نسیم صبح کو گلشن میں خوش خرام کیا
جمال خار مغیلاں دیا بیاباں کو ● چمن کی گود میں پھولوں کو مشک خام کیا
تجلی رخ و گیسو کو تھا جو شوق ظہور ● تو کائنات کو پابند صبح و شام کیا
بقدر جلوۂ رخسار و زلف محبوباں ● نگاہ اہل نظر کو اسیر دام کیا

ہزار شکر جہنم کی آگ کو اس نے
شفیق جیسے گنہ گار پر حرام کیا

☆☆☆☆☆





اداریہ

# زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

شمس الحق ندوی

مسلمانوں کے زوال وپستی، ان کی اقتصادی اور معاشی زبوں حالی، اختلاف وانتشار اور کہیں کہیں ان کی مظلومیت اور افراتفری کی حالت پر مختلف انداز سے اظہار خیال کیا جارہا ہے، اور ان کو مشورے دیے جارہے ہیں، ان کے زوال کے اسباب ووجوہ بیان کیے جارہے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ مسلمان اس لیے ذلیل ورسوا ہیں کہ ان کے اندر قیادت کا فقدان ہے اور کوئی کہتا ہے کہ قیادت کے لیے خودغرض ومفاد پرست لوگ آگے بڑھتے ہیں، وہ اپنی ہوشیاری وچرب زبانی نیز اشتعال انگیز تقریروں سے غلط سمت کی طرف لے جاتے اور مسائل میں الجھاتے رہتے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ لیڈر اپنی شاندار کوٹھیوں اور آرام دہ بنگلوں میں بیٹھ کر صرف زبانی قیادت کرتے ہیں، کسی طرح کا خطرہ مول لینا، کچھ مشقت جھیلنا، اپنے مفاد کو ادنیٰ درجہ کا نقصان پہنچا کر عوام سے ملنا جلنا اور سنجیدگی سے ان کو کوئی فکر وسوچ دینا، اس کی ان کے اندر نہ صلاحیت ہے نہ جرأت، مسلمان ان کی بیان بازی سے نقصان اٹھارہے ہیں اور اشتعال میں آ کر غلط اقدام کرتے ہیں، جو ان کو زوال کی طرف لے جاتا ہے۔

کچھ بلکہ اکثر روشن خیال لوگ جو صرف خیالی ہی دنیا میں رہتے ہیں اور کوئی معمولی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں، اپنی ایک دن کی آمدنی یا گھنٹہ بھر کا آرام تک مسلمانوں کے لیے قربان کرنے کو تیار نہیں، وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب علماء اور دین دار لوگ ہیں جو ان کو ترقی کے میدانوں میں بڑھنے سے روکتے ہیں اور اس کو دنیاداری کہہ کر مسلمانوں کی قوت عمل کو نقصان پہنچاتے ہیں، اس طرح کے لوگوں کو موجودہ اصطلاح میں بنیاد پرست کہا جاتا ہے، اور مسلمانوں کو زوال کی طرف لے جانے کے سب سے بڑے مجرم یہی لوگ قرار دیے جاتے ہیں، غرض کہ مسلمانوں کے زوال وانحطاط، ذلت وپستی کے جتنے قلم، اتنے اسباب، جتنی زبانیں اتنے آزار بیان کیے جاتے ہیں۔

حالانکہ واقعہ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے زوال کا ایک ہی سبب ہے اور وہ دین ہے سے دوری، مسلمان دین ہی کی طاقت سے ابھرے اور دنیا پہ چھاگئے تھے اور اسی دینی طاقت کے کم ہونے سے گرے اور گرتے چلے گئے، آج بھی وہ ترقی اسی وقت کریں گے جب ان کے ادنیٰ اور اعلیٰ میں دینی روح اور اسپرٹ پیدا ہوگی، لیڈروں کا دین الگ اور عوام کا دین الگ نہیں ہے یا یہ کہ دین نے لیڈروں اور قائدوں کو محض تقریر وتحریر کے منصب پر فائز کیا ہے اور عوام پر عمل کی ذمہ داری ڈالی ہے۔

حدیث شریف میں مسلمان کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے:

"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں)۔

یعنی غیبت، بہتان تراشی، ناکردہ خطاؤں کو ان کے سر منڈھنا، اپنے قیاس وگمان کو حقیقت کا جامہ پہنا کر اس کا ڈنکا پیٹنا، زبان سے، مارنا، ستانا، حق ہڑپ کرلینا، طرح طرح سے ایذا پہنچانا ہاتھ سے ایک مسلمان کا مسلمان کو، اب مسلمانوں کے ہر طبقہ کا ہر فرد سوچے بشمول قائدین قوم اور عوام کے کہ حدیث میں مسلمان کی یہ جو تعریف کی گئی ہے کیا وہ اپنے کو اس معیار پر پاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے:

"المسلم أخو المسلم لايحقره ولايخذله ولايسلمه" (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کو حقیر نہیں سمجھتا، وہ اس کی مدد سے ہاتھ نہیں اٹھاتا، وہ اس کو حالات کے حوالہ نہیں کرتا)۔

یعنی ایک مسلمان دوسرے کو ذلیل و کمتر نہیں سمجھتا اور کسی بھی معاملہ میں مدد و تعاون کی ضرورت ہو تو تا حدامکان اس کی مدد میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔

اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ اگر ایک بھائی خوشحال ہے اور دوسرا غریب، تو مالدار اس غریب بھائی سے اپنے تعلق برادرانہ کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہے، اگر دو مسلمان ایک حیثیت کے ہیں تو بر بنائے حسد ہر ایک دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتا ہے اور اگر وہ کسی مشکل میں پڑ گیا تو یہ نہ صرف اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے، بلکہ اس کا خواہشمند ہوتا ہے کہ یہ مصیبت اور بڑھے، غیروں کی دس جوتیاں بھی برداشت کرلے گا، لیکن اپنے بھائی کے ساتھ صبر و حلم اس کے لیے مشکل۔

اکرام مسلم اور حقوق مسلم مستقل ایک باب ہے اسلام کا، لیکن مسلمانوں کی زندگی میں یہ کتنا پایا جارہا ہے؟!

ہمارے امراء اور بڑے بڑے تاجروں کے عقیقوں، شادیوں اور ولیموں میں، فضول خرچیوں، نمائش و ریاکاریوں کا مظاہرہ ہوتا ہے اور مستحقین و غرباء کو نظر انداز کردیا جاتا ہے، شاندار ہوٹلوں میں ولیمے ہوتے ہیں، ایک ایک پلیٹ پانچ پانچ سو کی ہوتی ہے، جو کھایا کھایا اور جو بچا وہ کوڑے دان میں ڈال دیا جاتا ہے، آپ معلوم کریں تو ایسے شخص کو کسی بیوہ، یتیم، اور فقر و فاقہ کے مارے ہوئے کو پانچ سو تو دور کی بات ہے، سو پچاس روپے دینے کی بھی توفیق نہ ملی ہوگی، کیا اوپر مذکور دونوں حدیثوں سے کچھ دور کا بھی اس کا تعلق ہے؟!

مسلمان کی اصل شان توحید رب اور شرک و بدعت سے برأت و بے زاری ہے، لیکن دیکھئے وہ کہاں کہاں سر جھکا رہا ہے، قبروں اور مزاروں سے بھی آگے نکل کر عہدہ و منصب کے چکر میں دین اور مسلمانوں کے مسائل کو یکسر نظر انداز کر کے سیاسی مزاروں پر نہ صرف یہ کہ سر جھکا رہا ہے بلکہ کبھی مسلم پرسنل لاء کی مخالفت میں بھی اس کو باک نہیں ہوتا، کیا اس کی نحوست کا بھگتان مسلمانوں کو بھگتنا نہیں پڑے گا۔

مسلمانوں کو صرف ذکر و عبادت اور اخلاقیات ہی کی تعلیم نہیں دی گئی ہے، بلکہ جب خالق کائنات نے اس عالم کو عالم اسباب بنایا ہے تو ان اسباب کو اختیار کرنے کا بھی حکم دیا ہے، توکل کی تعلیم ان اسباب کو اختیار کرنے کے بعد دی گئی ہے اور اہل حق علماء اس کی دعوت دیتے ہیں، زیادہ تفصیل کا موقع نہیں صرف ایک دو مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے، رزق کے سلسلہ میں فرمایا گیا:

"فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ". [الجمعہ] (پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل (روزی) تلاش کرو اور خدا کو بکثرت یاد کرو تا کہ نجات پاؤ)۔

ارکان اسلام میں ایک رکن زکوۃ بھی ہے، کیا زکوۃ بغیر مال کے دی جائے گی، جب زکوۃ فرض ہے تو کیا مال کمانا منع ہوگا، مسئلہ صرف یہ ہے کہ کاروبار اور تجارت میں شرعی احکامات کی رعایت کی جائے اور کمانے کی نیت اچھی ہو، قوموں اور قبیلوں کی ہنگامہ خیز دنیا میں شر و فساد کو دبانے کے لیے قوت و طاقت کی بھی ضرورت ہے، اس کا بھی اسلام میں حکم ہے، پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ علماء اس سے روکتے ہیں، اس بحث کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی کتاب "مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کش مکش"، اور حضرت مولانا ہی کی کتاب "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر"، کا مطالعہ کافی ہے۔

جب مسلمان من حیث القوم ان خطوط پر چلنے لگیں گے جو اسلام نے ان کو بتائے ہیں تو ان کے لیڈر و قائد بھی انہیں میں کے ایک فرد ہوں گے اور صحیح جذبہ خدمت اور قومی و ملی ضرورت کا احساس کر کے قیادت کے میدان میں آئیں گے اور مخلصانہ قیادت کریں گے، ایثار و قربانی کے ساتھ قوم کو سنبھالا دینے کی فکر کریں گے، دن میں کوششیں اور کاوشیں کریں گے، رات کو اپنے رب سے مانگیں گے، روئیں گے اور گڑگڑائیں گے، تب مسلمان کامیابی سے ہمکنار ہوں گے، ان کی ذلت و پستی کی بساط پلٹے گی اور شرف و عزت کی مسند سجے گی۔

اگر رات کو رونا اور گڑگڑانا، خدا سے مانگنا، ہاتھ پھیلانا، ملائیت اور بنیاد پرستی ہے تو یہ وہی اسلام ہے جس کو نبی آخر الزماںؐ لے کر آئے، لیکن اگر کوئی اس کے علاوہ ہے تو مفاد پرستوں کا سیاسی اسلام ہے اور سیاسی اسلام عزت نہیں ذلت دیتا ہے، مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر مضامین و تقریروں کے انبار تو لگائے جاتے ہیں مگر خود اپنے عمل کا جائزہ اپنے ایمان و اسلام کی فکر کوئی نہیں کرتا، گویا خود اس پر کوئی ذمہ داری نہیں، ..........

بقیہ صفحہ ۱۷ پر)





عقیدۂ توحید

# دین حق اور علمائے ربانی

## شرک و بدعت کے خلاف کیوں؟

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

علمائے حق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث و جانشین ہیں "العلماء ورثة الأنبياء" [صحیح بخاری] ان کی وراثت اور نیابت اسی وقت صحیح اور مکمل ہوگی جب ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی کوششوں کا مرکز وہی ہوگا جو انبیاء کرامؑ کا تھا، وہ مقصد زندگی اور وہ مرکز سعی و عمل کیا ہے؟ دو لفظوں میں "دین خالص" یا ایک لفظ میں "توحید" یعنی اللہ کی خالص عبادت اور کامل اطاعت جو تنہا اُسی کا حق ہے، اُس کو اپنی ذات سے عمل میں لانا اور دوسروں میں اُس کے لیے جدوجہد کرنا "أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ"، "وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ."

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾. [سورۂ انبیاء: ع/۲]

(اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں، پس میری ہی بندگی کرو)

﴿هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾. [سورۂ صف: ع/۱]

(وہ ہے جس نے اپنا رسول رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو سب دینوں (تمام قسم کے نظام اطاعت) پر غالب کرے، اگرچہ شرک کرنے والوں کو یہ ناگوار ہو)

اس دین خالص کے لیے ہر زمانہ میں چند موانع اور مزاحم ہوتے ہیں، جن میں سے اکثر ان چار اقسام میں داخل ہیں:

### ۱- شرک:

یعنی غیر اللہ کو الٰہ بنالینا، اللہ کے سوا کسی ہستی کو مافوق الطبعی طور پر ضارّ اور نافع مان لینا، اس کو کائنات میں متصرف اور مؤثر تسلیم کرلینا۔

احتیاج والتجا (پناہ جوئی) اور خوف و رجا اس عقیدے کے بالکل قدرتی اور طبعی نتائج و لوازم ہیں، اور دعا و استعانت اور خضوع (جو عبادت کی حقیقت ہے) اس کے لازمی مظاہر ہیں۔

شرک ایک مستقل دین اور مکمل حکومت ہے، اس کا اور دین اللہ کا کسی ایک جسم یا دل و دماغ یا خطہ زمین پر ایک ساتھ قائم ہونا ناممکن ہے، یہ غیر الٰہی دین جسم و نفس اور جسم و نفس سے خارج اتنی ہی جگہ گھیرتا ہے جتنی دین اللہ کو کم سے کم درکار ہے۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾. [سورۂ بقرہ: ع/۲۰]

(بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے برابر اوروں کو بناتے ہیں، ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ کی)

﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ، إِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾. [سورۂ شعراء: ع/۵]

(مشرکین نے کہا) خدا کی قسم ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جو تم کو (معبودوں کو) سارے جہانوں کے پروردگار کے برابر کرتے تھے)

اس لیے جب تک زمین سے شرک کی تمام جڑیں اور اس کی باریک سے باریک رگیں بھی اکھاڑ نہ دی جائیں، اس وقت تک دین اللہ کا پودا لگ نہیں سکتا، اس لیے کہ یہ پودا کسی ایسی زمین میں جڑ نہیں پکڑتا جس کی مٹی میں کسی اور درخت کی کوئی جڑ ہو، یا کوئی اور تخم ہو، اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور یہ درخت اسی وقت پھلتا پھولتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾. [سورۂ ابراہیم: ع/۴]

(تم نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی ایک مثال بیان کی، پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ وغیرہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں، اپنا پھل لاتا ہے ہر وقت، اپنے رب کے حکم سے)

یہ درخت کسی دوسرے درخت کے سایہ میں بڑھ نہیں سکتا، یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا، اس کے طبعی نشو و نما کے لیے لا متناہی فضا چاہیے۔

﴿أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾. [سورۂ زُمر: ع/۱]

(یاد رکھو اللہ ہی کی تنہا تابعداری ہے)

پس جو لوگ دین اللہ کی فطرت اور اس کے مزاج سے واقف ہوتے ہیں وہ اس کو کسی جگہ پر قائم کرنے کے لیے زمین کو پورے طور پر صاف اور ہموار کرتے ہیں، وہ شرک اور جاہلیت کی جڑیں اور رگیں چن چن کر نکالتے ہیں اور ان کا ایک ایک بیج بُن بُن کر پھینکتے ہیں اور مٹی کو بالکل اُلٹ پلٹ

دیتے ہیں، چاہے ان کو اس کام میں کتنی ہی دیر لگے اور کیسی ہی زحمت اٹھانی پڑے اور چاہے ان کی دن رات کی اس کوشش اور عمر بھر کی اس جدوجہد کا حاصل حضرت نوح علیہ السلام کی طرح چند نفوس سے زیادہ نہ ہو، اور چاہے بعض پیغمبروں کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو، لیکن وہ اس نتیجہ پر قانع اور اس کامیابی پر مسرور ہوتے ہیں اور نتیجہ کے حصول میں کبھی عجلت اور بے صبری سے کام نہیں لیتے۔

**۲- کفر:**

یعنی اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا انکار، یہ انکار اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرتابی خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ اور رسولؐ کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے نہیں مانتے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں، ایسے لوگ خواہ دوسرے احکام کے پابند ہوں اس دائرہ سے خارج نہیں، اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے:

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ، وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾. [سورۂ بقرہ: ع/۱۰]

(کتاب الٰہی کے ایک حصہ کو مانتے ہو دوسرے حصہ کو نہیں مانتے، تو اس کی کیا سزا ہے جو تم میں سے یہ کام کرتا ہے سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ پہنچائے جائیں سخت سے سخت عذاب میں، اور اللہ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں)

صرف اللہ کی خداوندی اور حاکمیت کے اقرار سے طبعی طور پر خداوندی اور حاکمیت کے تمام دعویداروں کی خداوندی اور حاکمیت کا انکار ہو جاتا ہے لیکن جو اشخاص خداوندانِ باطل کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں انھوں نے اس قبلہ کی طرف منھ تو کرلیا ہے لیکن دوسرے قبلوں کی طرف ان سے پیٹھ بھی نہیں کی جاتی، دینِ الٰہی کے مقابلہ میں دنیا میں جو نظام حاکمیت قائم اور شریعت الٰہی کے مقابلہ میں جو قوانین نافذ ہیں ان سے منحرف نہیں ہوا جاتا، وہ کبھی کبھی ان پر بھی عمل کرلیتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کرلیتے ہیں، وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے، ایمان باللہ کے لیے ''کفر بالطاغوت'' [طاغوت ہر وہ ہستی ہے جس کی خدا کے مقابلہ میں اطاعت کی جائے خواہ وہ شیطان ہو یا سلطان یا معمولی انسان] ضروری ہے، اور اللہ نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے۔

﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ﴾. [سورۂ بقرہ: ع/۳۴]

(جو سرکش کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا)۔

اس لیے قرآن نے ایسے اشخاص کا دعویٰ ایمان تسلیم نہیں کیا جو غیر الٰہی قوانین، ان کے نمائندوں اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا حَکَم اور ثالث بناتے ہیں۔

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾. [سورۂ نساء: ع/۹]

(تم نے ان لوگوں کو نہ دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائے جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں سرکش کی طرف، حالانکہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور لے جا ڈالے)

اس کفر کی بو، ان اشخاص سے بھی نہیں نکلی جو مسلمانوں کے دائرہ میں آجانے کے بعد بھی ''جاہلیت'' سے منحرف اور عقائد و رسوم جاہلیت سے بے تعلق نہ ہوسکے، ان کے دلوں سے ابھی تک ان چیزوں کی نفرت اور کراہت نہیں گئی، اور ان کاموں کی تحقیر نہیں نکلی، جن کو جاہلیت برا سمجھتی ہے، ان سے نفرت اور ان کی تحقیر کرتی ہے خواہ وہ اللہ کے دین میں پسندیدہ اور مستحب ہوں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنت ہوں۔

اسی طرح ان کے دلوں سے ابھی تک ان اعمال واخلاق اور رسوم وعادات کی محبت اور عزت دور نہیں ہوئی جو اہل جاہلیت کے نزدیک محبوب ومعزز ہیں خواہ وہ اللہ کی شریعت میں مکروہ اور حقیر ہوں۔

اسی طرح جن کے دلوں سے ابھی تک جاہلی حمیت اور عصبیت دور نہیں ہوئی اور ان کا عمل جاہلیت عرب (اور درحقیقت ہر جاہلیت) کے اس مقبول و مسلم اصول پر ہے کہ: ''انصر أخاك ظالماً أو مظلوماً'' (اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کرو، خواہ ظالم ہو خواہ مظلوم) اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ اسلام کو اختیار کرلینے کے بعد بھی، یا مسلمان کہلانے کے باوجود بھی حسن وقبح کا معیار وہی ہو جو جاہلیت میں ہوتا ہے، اشیاء کی قیمت وہی ہو جو جاہلیت نے قائم کردی ہے، زندگی کی انھیں قدروں اور انھیں معیاروں کی وقعت ہو جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔





اسلام کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ کفر اور اس کے پورے ماحول، اس کے تمام متعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے اور اس کی طرف واپسی اور اس میں مبتلا ہو جانے کے تصور سے آدمی کو تکلیف ہو اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے مقابلہ میں موت کو زیادہ پسند کرتا ہو، بخاری کی حدیث ہے:

''ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الإيمان: أن يكون الله ورسوله أحب إليه مما سواهما وأن يحب المرء لا يحبه إلا لله وأن يكره أن يعود في الكفر كما يكره أن يقذف في النار.''

(تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت محسوس ہوگی، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ کسی دوسرے انسان سے صرف اللہ ہی کے لیے محبت ہو، تیسرے یہ کہ کفر میں جانا اس کے لیے اتنا ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کیفیت یہی تھی، ان کو اپنے زمانہ سابق (جاہلیت) سے شدید نفرت پیدا ہوگئی تھی، ان کے نزدیک ''جاہلیت'' سے بڑھ کر کوئی توہین نہ تھی، وہ جب اپنے اسلام لانے سے پہلے کے زمانہ کا تذکرہ کرتے تو نہایت شرمندگی اور نفرت کے ساتھ، اس زمانہ کی تمام باتوں، اعمال و اخلاق اور کفر وفسق اور اللہ کی نافرمانی سے ان کو نہ صرف شرعی اور عقلی بلکہ طبعی کراہت تھی، اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفت اس طرح بیان کرتا ہے:

﴿وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾. [سورۂ حجرات: ع/۱]

(لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی اور اس کو کھپا دیا تمہارے دلوں میں، اور نفرت ڈال دی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی)

جاہلیت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اللہ و رسول کا کوئی حکم سنایا جائے تو قدیم رسم ورواج اور باپ دادا کے طور طریق کا نام لیا جائے اور اللہ و رسول کے مقابلہ میں گزشتہ زمانہ اور پرانے دستور کی سند پیش کی جائے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا، أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾. [سورۂ بقرہ: ع/۲۱]

(جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راستہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، اگرچہ ان کے باپ دادے نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ)

﴿بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ﴾. [سورۂ زخرف: ع/۲]

(بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انھیں کے نقش قدم پر ٹھیک چل رہے ہیں)

اللہ کے حکم اور وحی کے مقابلہ میں اپنے باپ دادا کے عمل اور اپنی خواہش ومرضی کی پیروی کرنا خاص جاہلی دین ہے۔

﴿قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ﴾. [سورۂ ہود: ع/۸]

(انھوں نے کہا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نماز نے تم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے یا ہم چھوڑ دیں جو ہم اپنے مالوں میں اپنی من مانی باتیں کرتے رہتے ہیں)

پس ایسے تمام لوگ جاہلیت سے نکل کر، اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے، جو اللہ کے مقابلہ میں ہر چیز سے دستبردار نہیں ہوئے اور جنھوں نے اپنے تئیں مکمل طور پر اللہ کے حوالہ نہیں کیا، یہ مکمل دستبرداری اور تسلیم کامل وہ اسلام ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا اور انھوں نے اس کو قبول کیا۔

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾. [سورۂ بقرہ: ع/۱۶]

(جب (ابراہیم علیہ السلام سے) ان کے رب نے کہا کہ اپنے رب کے حوالہ ہو جاؤ اور اس کی مکمل تابعداری کرو، انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے تئیں سارے جہان کے پروردگار کے حوالہ کردیا)۔

اور جس کا تمام مسلمانوں کو حکم ہے۔

﴿فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا﴾. [سورۂ حج: ع/۵]

(تمہارا معبود وحاکم ایک ہی معبود وحاکم ہے پس اسی کے حوالہ ہو جاؤ اور مکمل تابعدار بن جاؤ)

اگر یہ نہیں ہے تو گویا اللہ سے جنگ ہے، اس لیے اس مکمل اسلام کو ایک جگہ اللہ نے ''سِلْم'' کہا ہے، یعنی یہ اللہ سے صلح ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾. (مفسرین نے اس آیت کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ بعض مسلمانوں کو ایسی چیزوں کے کھانے پینے میں تامل ہوا جو ان کے قدیم مذہب میں ان کے لیے جائز نہ تھیں اور جن کے استعمال کے وہ عادی نہ تھے، یہ آیت اگرچہ عام اصول تفسیر کے مطابق کچھ اسی واقعہ سے مخصوص نہیں، اور نہایت پُرمعانی اور جامع آیت ہے، جو تمام احکام پر مشتمل ہے، لیکن اس سے اس پہلو کی بھی وضاحت ہوتی ہے جس کو ہم نے اوپر بیان کیا)۔ [سورۂ بقرہ: ع/۲۵]

(اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ صلح و اسلام میں پورے پورے، اور شیطان کے قدموں پر مت چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے)

یاد رہے کہ جاہلیت سے مراد صرف بعثت نبوی کے قبل کی عرب کی زندگی ہی نہیں ہے بلکہ ہر وہ غیر اسلامی زندگی اور نظام ہے جس کا ماخذ وحی و نبوت اور کتاب الٰہی وسنت انبیاؑ نہ ہو اور جو اسلام کے مسائل اور احکام زندگی سے مطابقت نہ رکھتا ہو، خواہ وہ عرب کی جاہلیت ہو، ایران کی مزدکیت، یا ہندوستان کی برہمنیت، یا مصر کی فرعونیت، یا ترکوں کی طورانیت، یا موجودہ مغربی تمدن، یا مسلمان قوم کی غیر شرعی زندگی، اور ان کے مخالف شریعت رسوم وعادات، اخلاق وآداب، اور میلانات وجذبات، خواہ وہ جدید ہوں یا قدیم، ماضی ہوں یا حال۔

کفر، صرف ایک سلبی چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایجابی اور مثبت چیز بھی ہے، وہ صرف دین اللہ کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مذہبی اور اخلاقی نظام اور مستقل دین ہے، جس میں اپنے فرائض وواجبات بھی ہیں، اور مکروہات ومحرمات بھی، اس لیے یہ دونوں دین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور ایک انسان ایک وقت میں ان دونوں کا وفادار نہیں ہو سکتا۔

انبیاء کرامؑ کفر کی پوری بیخ کنی کرتے ہیں، وہ کفر کے ساتھ رواداری اور مصالحت کے روادار نہیں ہوتے، کفر کے پہچان لینے کا بھی ان کو بڑا ملکہ ہوتا ہے، اور اس بارے میں ان کی نگاہ بڑی دوررس اور باریک بیں ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس بارے میں پوری حکمت اور عزیمت عطا فرماتا ہے، ان کی خداداد فراست اور بصیرت پر اعتماد کیے بغیر چارہ نہیں، دین کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کفر و اسلام کی جو سرحدیں انھوں نے قائم کردی ہیں اور ان کے جو نشانات مقرر کردیے ہیں، ان کی حفاظت کی جائے، اس میں ادنیٰ تساہل اور رواداری دین کو اتنا مسخ کرکے رکھ دیتی ہے جتنا یہودیت، عیسائیت اور ہندوستان کے مذاہب مسخ ہو گئے۔

انبیاؑ کے صحیح جانشین بھی اس بارے میں انھیں کی فراست وعزیمت رکھتے ہیں، وہ کفر کا ایک ایک نشان مٹاتے ہیں اور جاہلیت کا ایک ایک داغ دھوتے ہیں، کفر کا ادراک کرنے میں ان کی حس عوام سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، کفر جس لباس میں اور جس صورت میں ظاہر ہو وہ اس کو پہچان لیتے ہیں، اور اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں، کہیں ہندوستان جیسے ملک میں بیواؤں کے نکاح ثانی کو حرام سمجھنے اور اس سے شدید نفرت رکھنے میں ان کو کفر کی بو محسوس ہوتی ہے اور وہ اس کو رواج دینے اور اس سنت کو زندہ کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات اس پر اپنی جان کی بازی لگا دیتے ہیں، کہیں قانون شریعت پر رواج کو ترجیح دینا اور بہنوں کو میراث نہ دینے پر اصرار کرنا ان کو کفر معلوم ہوتا ہے، اور وہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور ان کا مقاطعہ فرض سمجھتے ہیں، کبھی اللہ و رسول کا صاف وصریح حکم سن لینے کے بعد اس کو نہ ماننا اور غیر الٰہی عدالت اور غیر الٰہی قانون کے دامن میں پناہ لینا اور غیر اسلامی احکام وقوانین نافذ کرنا ان کو اسلام سے خروج کے مرادف معلوم ہوتا ہے اور وہ مجبوری کی حالت میں وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں، کبھی کسی نومسلم کے یا ایسے مسلمانوں کے جو غیر مسلموں کی صحبت میں رہتے ہوں اور ان سے متاثر ہوں، ایسا ذبیحہ استعمال کرنے سے احتراز کرنے میں، اور اس سے نفرت کرنے میں جس سے ان کی ہمسایہ قوم اور ابنائے وطن سختی سے مجتنب رہتے ہیں، اور ان میں اس کی نفرت یا اس سے وحشت عام ہے، ان کو ایمان کی کمزوری اور ان کے قدیم مذہب یا غیر مسلموں کی صحبت کا اثر نظر آتا ہے، کبھی بعض حالات ومقامات میں ایک سنت، جائز ومستحب کو وہ واجب اور شعائر اسلامی سمجھنے لگتے ہیں، کبھی وہ غیر مسلموں کے رسوم وعادات اور ان کی تہذیب اور وضع ولباس اختیار کرنے اور ان سے تشبہ پیدا کرنے کی شدومد سے مخالفت کرتے ہیں اور کبھی ان کی مذہبی تقریبات اور تہواروں میں شرکت کی ممانعت کرتے ہیں۔

غرض جاہلیت کی محبت یا اس کی اعانت جس لباس اور جس صورت میں جلوہ گر ہو، اور اس کی روح جس قالب میں بھی ظاہر ہو، وہ اس کو فوراً بھانپ لیتے ہیں، ان کو اس میں کوئی اشتباہ نہیں ہوتا اور اس کی مخالفت کرنے میں کوئی مصلحت ان کے لیے رکاوٹ نہیں بنتی، وہ جاہلیت کو مخاطب کرکے کہتے ہیں:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

ان کے زمانہ کے کوتاہ نظر یا رند مشرب و صلح کل جو دیر وحرم کعبہ وبت خانہ میں فرق کرنا ہی کفر سمجھتے ہیں، ان کی تضحیک کرتے ہیں اور تحقیر کے ساتھ ان کو فقیہ شہر، محتسب، واعظ تنگ نظر، اور ''خدائی فوجدار'' کا لقب دیتے ہیں، لیکن وہ اپنا کام پورے اطمینان واستقلال کے ساتھ کرتے رہتے ہیں، اور کوئی شبہ نہیں کہ پیغمبروں کے دین کی حفاظت ہر زمانہ میں انھیں لوگوں نے کی ہے اور آج اسلام یہودیت وعیسائیت اور برہمنیت سے ممتاز شکل میں جو نظر آتا ہے وہ انھیں کی ہمت واستقامت اور تفقہ کا نتیجہ ہے، جزاهم الله عن الإسلام و وليه و نبيه خير الجزاء. ان کو زبان حال وقال سے یہ کہنے کا حق ہے کہ

آغشتہ ایم ہر سر خارے بخون دل
قانون باغبانی صحرا نوشتہ ایم

(جاری)





جہد مسلسل

خطبۂ صدارت برائے

# تئیسواں اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

منعقدہ: اجین، بتاریخ: ۹-۱۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ/ مطابق ۲۲-۲۴/ مارچ ۲۰۱۳ء

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

الحمد لله رب العالمين، و الصلاة و السلام على سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و على آله و صحبه الغر الميامين، و من تبعهم بإحسان و دعا بدعوتهم إلى يوم الدين، أما بعد:

حضرات! آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اس تئیسویں اجلاس میں ہم آپ سب کا خیر مقدم کرتے ہیں، یہ اجلاس مدھیہ پردیش کے شہر اجین میں منعقد ہو رہا ہے، اجین کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ سراج العلوم میں اس کے سربراہ حافظ قاری محمد تقی صاحب کی مخلصانہ دعوت کو بورڈ کے ذمہ داران قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور امید ہے کہ اجین میں منعقد یہ اجلاس مفید اثرات ونتائج لائے گا

حضرات: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس ملک میں مسلمانوں کے مذہبی حقوق کے تحفظ کے لیے بورڈ خدمت انجام دے رہا ہے، اس ملک کے دستور میں اقلیت واکثریت اور متعدد مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے اپنے مذہب پر عمل کرنے کا جو حق دیا گیا ہے، اس کے تحت مسلمانوں کو اپنے مذہبی ضوابط کے مطابق عمل کرنے کا اختیار حاصل ہے، اس اختیار کی بناء پر مسلمان اس ملک کو اپنا ملک سمجھتے ہیں، اور دیگر اہل ملک باشندوں کی طرح اس کی حفاظت اور ترقی میں حصہ لیتے ہیں اور ایسا کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، لیکن دستور کے دیے ہوئے اس حق کے قائم رہنے کو خطرہ پیش آنے لگے، یا اس کو بدل دینے کی کوشش کی جانے لگے، تو مسلمانوں پر یہ لازم ہو جاتا ہے کہ اس کے بقاء و تحفظ کے لیے جو بھی دستوری وجمہوری طریقے ہیں ان کو اختیار کریں۔

چنانچہ آج سے چالیس سال قبل مسلمانوں کے مذہبی قوانین میں ترمیم کی آواز جب اٹھی، اور اس کے تحفظ کو خطرہ لاحق ہوا، تو ضرورت محسوس کی گئی تھی کہ وہ کوشش مشترکہ متحدہ پلیٹ فارم سے ہو، اسی اہم اور مشترکہ کوشش کے لیے ''آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ'' کی تشکیل عمل میں لائی گئی، اور اس کو شریعت کے احکام جن پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے ان کے تحفظ و بقاء کے لئے کوشش کا ذریعہ بنایا ہے، اس کی تشکیل میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں اور مسلکوں کی اس میں نمائندگی ہو چنانچہ مسلمانوں کے مختلف مسلکوں کی سربرآوردہ شخصیتیں اس میں شریک ہوں اور ان کا یہ اتحاد الحمد للہ تا حال قائم ہے، اس کے شروع میں ملک کی اہم ترین مسلمانوں شخصیتوں میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ، ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور امیر شریعت بہار واڑیسہ مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ کی قیادت اس ادارہ کو حاصل ہوئی، ان کے بعد مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحبؒ نے سربراہی کی۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کوشش کے

**ہماری ملت اسلامیہ ہندیہ کو ملک کی دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں الحمدللہ یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک تو اپنی شریعت کے معاملہ میں خود کفیل ہے، اور دوسرے یہ کہ اس نے اپنی شریعت اسلامیہ میں خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ملی تشخص کے بقاء کے لیے بورڈ کی صورت میں اپنا مشترکہ پلیٹ فارم بنا رکھا ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنی شریعت کے سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور شریعت کے تحفظ کو یقینی بنایا ہے۔**

**بورڈ کے ذمہ داروں کے ذریعہ متعدد مشکل مسائل کے حل کی جو کوششیں کی گئیں اور ان میں سے متعدد میں کامیابی حاصل ہوئی، اس سے آئندہ کے لیے بھی کوشش کا جذبہ بڑھتا ہے، اور آئندہ بھی ایسے مسائل آئیں گے، جن کے حل کی فکر کرنا ہوگی، کیوں کہ حالات میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، حالات یکساں نہیں رہتے، اور نئے مسائل بھی اُبھرتے ہیں، اس لیے بورڈ کو برابر فکر میں رہنا ہے، اخلاص اور حق پسندی کے ساتھ کام کیے جاتے رہنے سے انشاء اللہ کامیابی حاصل ہوتی رہے گی۔**

تین میدان اختیار کیے، ایک تو جمہوری بیداری کے ذریعہ معاملہ کی اہمیت کو واضح کرنا، دوسرے حکومت کے ذمہ داروں کو توجہ دلانا، تیسرے دستور کے حوالہ سے عدالت سے رجوع کرنا۔

چنانچہ شریعت اسلامی کے کسی معاملہ میں مداخلت کی آواز جب بھی کسی طرف سے اٹھائی گئی تو ان تین پہلوؤں میں جس پہلو کو مفید سمجھا گیا اختیار کیا گیا، اور جمہوری بیداری کے ذریعہ بھی مطالعہ میں اثر پیدا کیا گیا، اس کے اثر سے مسلمانوں کی متحدہ آواز سامنے آئی، اور حکومت کے ذمہ داروں کو مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ کرایا گیا، اور ضرورت پڑنے پر کورٹ سے رجوع کیا گیا اور کورٹ کی طرف سے مدد نہیں ملی، تو دستور سازی کے ذمہ داروں کو متوجہ کیا گیا، چنانچہ اس کا فائدہ ہوا، اور ایک اہم مسئلہ میں حکومت وقت کی طرف سے پارلیمنٹ میں قانون بنوانے کی کوشش میں کامیابی ملی، اور اس سے شریعت اسلامی کے مطلوب حق کا تحفظ ہوا، اور مسلمانوں کے مذہبی معاملات کا تحفظ ہوا، لیکن کچھ دنوں سے اس متعلقہ قانون کی تشریح نچلی عدالتوں میں ایسی کی جانے لگی ہے، جو مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے تحفظ کے خلاف واقع ہو رہی ہے، ہمارے بورڈ کے سامنے اس کی مثالیں آرہی ہیں، اور بورڈ اس کے لیے ضروری فکرمندی اور توجہ سے کام لے رہا ہے، اور قانونی ذرائع اختیار کرکے معاملات کو حل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

بابری مسجد کا مسئلہ استثنائی طور پر بورڈ کے ذمہ آگیا تھا، جس کو حل کرنے کی کوشش بورڈ کررہا ہے، اس کے سلسلے میں ہائی کورٹ نے جو فیصلہ سنایا اس کے تدارک کے لیے مسئلہ کو سپریم کورٹ میں لے جانا ضروری سمجھا گیا۔

حضرات: بورڈ کے سامنے جو کام ہے وہ شریعت اسلامی سے تعلق رکھتا ہے جو کہ دینی فریضہ ہے، اسلام میں دین کی اہمیت دنیا کی اہمیت سے زیادہ اور لازمی حیثیت کی حامل ہے، اور مسلمان اسکے پابند ہیں، اگر دینی ضرورت سامنے ہو اور اس کے لیے بھوکا رہنا ہو، تو مسلمان بھوکا رہ سکتا ہے، دنیاوی مفادات کو قربان کرنا پڑے، تو اس کو قربان کرسکتا ہے لیکن دینی حکم کو قربان نہیں کرسکتا، مذہبی احکام ہم کو ہمارے رب کی طرف سے دیئے ہوئے ہیں، اور ہماری دنیاوی مفادات کے مقابلہ ہماری دینی مصلحت کے تحت ہوتے ہیں، ہم اپنی دنیاوی مصلحت کو اللہ و رسول کی طرف سے مقرر کردہ حکم کے سامنے جھکا دیتے ہیں، لیکن مذہبی مصلحت کو نظر انداز نہیں کرتے، اس ملک کے دستور نے ہم کو مذہبی تقاضوں کے سلسلے میں اختیار دیا ہے، اور ہم اس کی بنا پر اپنے مذہبی احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنی ضرورت کے مطابق زندگی گذارتے ہیں دستور کے اس دیئے ہوئے حق کی بقاء کی فکر کا کام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے ذمہ لیا ہے، اور بورڈ کو مسلمانوں کے تمام فرقوں اور ملی جماعتوں کی شرکت اور تعاون حاصل ہے، تحفظ شریعت کے علاوہ دیگر ملی معاملات ملت کی دیگر جماعتوں اور اداروں میں تقسیم ہیں، اس ملک میں مسلمان اگرچہ اقلیت میں ہیں لیکن وہ ایک بڑی امت اور بڑی حیثیت رکھتے ہیں، جس کے مسائل و معاملات مختلف اقسام کے ہیں، وہ سیاسی بھی ہیں اقتصادی بھی، ثقافتی ہیں اور ملکی معاملات سے بھی تعلق رکھتے ہیں، ان مسائل کی فکر اور کوشش کے سلسلے میں مسلمانوں کی دیگر جماعتیں ہیں اور وہ اپنا اپنا فریضہ انجام دیتی ہیں، ان کی اہمیت کو سمجھتا ہے، اور بورڈ ان کے کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو شریعت کے تحفظ کے معاملات وابستہ سمجھتا ہے۔

حضرات: بورڈ کے لیے یہ اطمینان اور اعتماد کی بات ہے کہ بورڈ امت مسلمہ ہندیہ کے مختلف نقطہائے نظر کے نمائندوں پر مشتمل ہے، اس طرح یہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم اور اجتماعی طاقت کا ادارہ ہے، اور اس کی مقصدیت اس بات میں بھی مضمر ہے کہ وہ امت مسلمہ کے بنیادی معاملات کو جن کا اصل تعلق ان کی شریعت سے ہے اپنا اصل موضوع بنایا ہے، اس طرح وہ نظریاتی اختلاف اور جماعتی سیاست سے الگ رہتے ہوئے امت کی متفقہ نمائندگی کا فرض انجام دیتا ہے، اور اپنی جدو جہد کے لیے علمی و قانونی ذرائع تک اپنے وسائل کو محدود رکھے ہوئے ہے، اور ضرورت ہے کہ وہ اپنی اس وحدت اجتماعی کی حفاظت کرے۔

حضرات: ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی معاملات سے غیر مسلموں کو واقفیت نہ ہونے کے برابر ہے، بلکہ خاصی غلط فہمیاں ہیں، اس کی بنا پر ہمارے مذہبی معاملات میں ان کی مخالفانہ رایوں میں ان کی ناواقفیت کا بھی دخل ہوتا ہے، اس کے لیے بورڈ نے تفہیم شریعت کا شعبہ قائم کررکھا ہے اس شعبہ کے فعال ہونے کی بڑی ضرورت ہے، تاکہ جو معاملات غلط فہمی کی بنا پر سامنے آتے ہیں ان کا تدارک ہوسکے، اسکے لئے بورڈ چاہتا ہے کہ عدالت کے ذمہ داروں اور قانون والوں کے سامنے شریعت کے معاملات کی وضاحت کی مہم چلائی جائے اور جن کی معلومات شریعت کے بارے میں غلط ہیں وہ درست کی جائیں اور اس سلسلہ میں حکومت کے ذمہ داروں سے گفتگو کے ذریعہ تفہیم کا کام خاصی فکرمندی سے





کیا گیا اور الحمدللہ اس کا ایک حد تک فائدہ حاصل ہوا ہے، اور ابھی کوشش جاری ہے، اس میں ہمارے بورڈ کے سکریٹری جناب مولانا ولی رحمانی صاحب نے خصوصی فکر کا اچھا ثبوت دیا، اور اس کے اسسٹنٹ جنرل سکریٹری عبدالرحیم قریشی صاحب اور دیگر حضرات کی کوششیں بھی قابل قدر رہیں، اور الحمدللہ اس کا ایک حد تک فائدہ حاصل ہوا ہے اور ابھی کوشش جاری ہے، اور اس کام کو مزید وسیع طریقہ سے کرنے کی ضرورت ہے۔

شریعت اسلامی کے تحفظ کے سلسلہ میں ایک یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ شریعت اسلامی پر عمل کرنے کے اختیار کے تحفظ کی جو بات ہماری طرف سے کہی جاتی ہے، اس کے ساتھ خود ہمارا عمل بھی اس کے مطابق ہونا چاہیے، اس کے لیے بورڈ نے اصلاح معاشرہ کا شعبہ قائم کیا، جو حسب استطاعت کام انجام دے رہا ہے، لیکن ملک میں مسلمانوں کی آبادی وسیع ہے اور پورے ملک کے اطراف میں پھیلی ہوئی ہے، لہٰذا اس سلسلے میں کام کا میدان بہت پھیلا ہوا اور وسیع ہے، اس کے لیے یہ ذمہ داری تنہا بورڈ کے ذمہ داروں تک محدود رہنا ناکافی ہے، یہ ضروری کام ہے اور زیادہ سے حضرات کی توجہ کا محتاج ہے، یہ صرف کوئی ایک ادارہ پوری طرح انجام نہیں دے سکتا، اس کے لیے سارے اہل حق کی طرف سے توجہ و کارکردگی کی ضرورت ہے، اصلاح معاشرہ کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی پرسنل لا یعنی شریعت اسلامی کے احکام اور ہدایات ہماری زندگی میں جاری و ساری کرنے کا اہتمام کیا جائے، تاکہ غیروں کی طرف سے یہ کہنے کا موقع نہ ہو، کہ آپ جس حق کا مطالبہ کرتے ہیں، خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

شریعت اسلامی الٰہی قانون حیات ہے، جو انسانوں کی صلاح و فلاح کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے اس کے آخری نبی کے ذریعہ ہم کو عطا کیا گیا ہے، شریعت اسلامی کے معاملہ میں حجت صرف اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت صحیحہ اور استنباط مسائل کے مآخذ سرچشمہ ہیں، ان کے حوالے سے ناواقف لوگوں کو شریعت کے احکام کی خوبیوں سے واقف کرانا ایک بہت مفید کام ہے۔

البتہ یہ بات نہایت قابل توجہ ہے کہ جب ہم عدالتوں سے کہتے ہیں کہ فلاں فیصلہ شریعت اسلامی کے قانون کے خلاف ہے، تو اس کی بھی ضرورت ہے کہ ہم اسلامی شریعت کو معلوم کرکے اوّلاً اس پر خود عمل کریں، اس طرح شریعت کے معاملات میں ہم مفتی یا قاضی سے دریافت کرکے مسئلہ حل کرسکتے ہیں، اس کے لیے بورڈ نے دارالقضاء کا نظام جاری کیا ہے، اس نظام کو زیادہ سے زیادہ عام اور کارگر بنانے کی ضرورت ہے، اور اس فکر و جدوجہد کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے، کہ وہ شریعت اسلامی کے تحفظ کا صرف مطالبہ یا تذکرہ کرنے پر اکتفاء نہ کریں، بلکہ اس کے لیے جدوجہد بھی اختیار کریں۔

حضرات! ہماری ملت اسلامیہ ہندیہ کو ملک کی دیگر اقلیتوں کے مقابلہ میں الحمدللہ یہ امتیاز حاصل ہے، کہ وہ ایک تو اپنی شریعت کے معاملہ میں خود کفیل ہے، اور دوسرے یہ کہ اس نے اپنی شریعت اسلامیہ میں خود کفیل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ملی تشخص کے بقاء کے لیے بورڈ کی صورت میں اپنا مشترکہ پلیٹ فارم بنا رکھا ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنی شریعت کے سلسلہ میں پیش آمدہ مشکلات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، اور شریعت کے تحفظ کو یقینی بنایا ہے۔

حضرات! بورڈ کے ذمہ داروں کے ذریعہ متعدد مشکل مسائل کے حل کی جو کوششیں کی گئیں اور ان میں سے متعدد میں کامیابی حاصل ہوئی، اس سے آئندہ کے لیے بھی کوشش کا جذبہ بڑھتا ہے، اور آئندہ بھی ایسے مسائل آئیں گے، جن کے حل کی فکر کرنا ہوگی، کیوں کہ حالات میں اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، حالات یکساں نہیں رہتے، اور نئے مسائل بھی ابھرتے ہیں، اس لیے بورڈ کو برابر فکر میں رہنا ہے، اخلاص اور حق پسندی کے ساتھ کام کیے جاتے رہنے سے انشاء اللہ کامیابی حاصل ہوتی رہے گی، ہمارا یہ اجلاس حالات حاضرہ کے تناظر میں اپنا پروگرام طے کرے گا، اور انشاء اللہ اس پر بخوبی عمل کیا جائے گا، تمام ارکان بورڈ سے ملت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے پورے تعاون کے ملنے کی امید ہے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ساتھ کی جانے والی مخلصانہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ ہی ہماری اصل طاقت ہے، اور وہی ہماری کامیابی کی کلید ہے۔

بورڈ سے منسلک حضرات نے جس فکرمندی کا ثبوت دیا، اس کو ہم پوری قدر دانی کی نظر سے دیکھتے ہیں، خصوصی طور پر جنرل سکریٹری بورڈ مولانا سید نظام الدین صاحب امیر شریعت بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ اور اسسٹنٹ جنرل سکریٹری جناب عبد الرحیم قریشی صاحب، سکریٹری بورڈ مولانا محمد ولی رحمانی صاحب اور سکریٹری بورڈ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اور دیگر حضرات خاص طور پر قابل ستائش ہیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین.

☆☆☆☆☆

معیار مطلوب

# لباسِ زندگی کا انتخاب

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

کہا جاتا ہے کہ انسان ایک سماجی حیوان ہے، اس کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ اپنے ہی جیسے لوگوں کے ساتھ زندگی گزارے، یہ بھی اس کی ایک ضرورت ہے، اگر انسان کے لیے یہ بات کافی ہوتی کہ اسے پیٹ بھرنے کے لیے غذا، پہننے کے لیے کپڑے اور سر چھپانے کے لیے کوئی چھت میسر ہو تو جیل سے بڑھ کر اس کے لیے آرام وسکون کی کوئی جگہ نہیں ہوتی، قیدی قید کو انعام سمجھتے نہ کہ سزا، یہاں کسی دوڑ دھوپ اور کدو کاوش کے بغیر اسے یہ ساری نعمتیں حاصل ہو رہی ہیں۔

لیکن جیل انسان کے لیے سزا کیوں ہے؟ اسی لیے تاکہ وہ قید خانہ میں اپنے اہل تعلق سے کاٹ دیا جاتا ہے اور اپنے دوستوں سے بے تعلق رکھا جاتا ہے، یہی چیز اسے ہر لمحہ بے چین و بے قرار رکھتی ہے، انسان کے تعلق کا دائرہ بہت وسیع ہے، خاندان، پڑوس، ہم پیشہ لوگ، دوست احباب، اپنے پیشہ کی نسبت سے متعلقین، اساتذہ، شاگرد، شیخ، مرید، سارے اہل تعلق ہیں، جن کی جدائی آدمی کو تڑپاتی اور بے قرار رکھتی ہے، یہاں تک کہ وہ در و دیوار اور فضائیں بھی، جس میں اس نے اپنا بچپن اور جوانی گذاری ہے اور جس سے اس کی بھولی بسری یادیں متعلق ہیں، لیکن ان تمام رشتوں اور علائق میں ماں باپ، بال بچے اور بیوی کی یاد انسان کو سب سے زیادہ بے قرار کرنے والی ہوتی ہے، ماں باپ کا سہارا بچپن میں حاصل رہتا ہے، کبھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد، کبھی اس سے پہلے ہی یہ سہارا ٹوٹ جاتا ہے، بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو وہ اپنے کام دھام میں لگ جاتے ہیں اور ایسا کم ہوتا ہے کہ وہ مسلسل ماں باپ کے پاس مقیم رہیں، گاہے گاہے ہی ملاقات کی نوبت آتی ہے، لیکن میاں بیوی ایک دوسرے کے ہمہ وقتی رفیق ہیں، خوشی ہو یا غم، مسرت کے شادیانے بجیں، یا رنج والم کے تازیانے برسیں، ہمیشہ ایک دوسرے کیساتھ، اسی لیے قرآن مجید نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لیے لباس قرار دیا ہے اور کہا ہے:

"ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ" [البقرہ/۱۸۷]

یہ ایک ایسی اچھوتی، البیلی، خوب صورت اور معنی خیز تعبیر ہے کہ ازدواجی زندگی کے تعلق کو اس سے بہتر الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

لباس میں یوں تو مختلف چیزیں دیکھی جاتی ہیں، رنگ، ڈیزائن، بناوٹ، لیکن سب سے موسموں کے لحاظ سے انسانی جسم کے ساتھ اسکی موافقت کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، گرمی کا موسم ہو تو سوتی، اس میں بھی ململ وغیرہ کا کپڑا پہنایا جاتا ہے، حالاں کہ پالسٹر میں اس سے زیادہ خوب صورت کپڑے مل سکتے ہیں، جاڑے کے موسم میں اونی ملبوسات کا استعمال ہوتا ہے، حالاں کہ بعض اوقات انکی رنگت کچھ بہت اچھی نہیں ہوتی، اسی طرح ٹیری کارٹ اور پالسٹر کا بھی استعمال ہوتا ہے، برسات میں برساتی کی ضرورت پڑتی ہے، جو دیکھنے میں خوب صورتی سے خالی ہوتی ہے، اب تو ایسے کپڑے بھی چل پڑے ہیں، جنہیں برساتی کے بغیر بارش میں پہنا جاتا ہے، کوئی خطرہ کا موقع ہو تو آج کل شاک پروف (آگ کا محافظ) لباس استعمال کیا جاتا ہے، ان ملبوسات میں بنیادی طور پر جو چیز پیش نظر ہوتی ہے، وہ یہی کہ یہ انسان کو موسمی نشیب و فراز سے بچانے والی اور اس کے جسم سے مناسبت رکھنے والی پوشاک ہو۔

لباس زندگی یعنی شوہر و بیوی کے انتخاب میں بھی یہی معیار مطلوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عام طور پر نکاح چار اسباب کے تحت کیا جاتا ہے، دولت و ثروت کو دیکھ کر، خاندانی وجاہت سے متاثر ہو کر، حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر اور دین داری اور اخلاق کو معیار بنا کر، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین دار لڑکی کا انتخاب کر کے کامیابی حاصل کرو، "فاظفر بذات الدین". [بخاری، حدیث نمبر/۵۰۹۰]

ایک حدیث میں آپؐ نے مزید وضاحت کی اور فرمایا کہ اگر تم نے حسن و جمال کو دیکھ کر شادی کیا تو ممکن ہے کہ ان کا حسن انھیں ہلاک کردے اور اگر دولت کی وجہ سے نکاح کیا تو ممکن ہے کہ ان کی دولت انہیں مغرور کردے، اس لیے دین کی بنیاد پر شادی کرو، کہ ایک کالی، کلوٹی دین دار باندی زیادہ بہتر ہے۔ [ابن ماجہ] بعض روایتوں میں یہ مضمون آیا ہے کہ مال آنی جانی چیز ہے اور حسن ڈھل جانے والی شے ہے، اس لیے ان پر فریفتہ نہ ہو، ایک روایت میں ارشاد ہے کہ دنیا کا سب سے بہترین سامان نیک عورت ہے: "خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ". [مسلم]





دین دار اور شریف عورت کی مثال موزوں اور موسم کے نشیب و فراز میں کام آنے والے لباس کی سی ہے، کیوں کہ تمام نیکیوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تمام برائیوں کی اساس خدا سے بے خوفی ہے، جس شخص کے دل میں دین راسخ نہ ہو اور جس کا سینہ خدا کے خوف سے لبریز نہ ہو، اس کا معاملہ اپنے جیسے انسانوں کے ساتھ بھی بہتر نہیں ہوسکتا، اس لیے ایک دیندار شوہر اور دین دار بیوی ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرسکتے ہیں، بے دین شخص سے اس کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی بنیاد پر رشتہ کے انتخاب کو ظفر مندی اور کامیابی کا باعث قرار دیا، کامیابی کا تعلق دنیا سے بھی اور آخرت سے بھی، پس دنیا میں کامیاب ازدواجی زندگی کا مدار دین دار اور خوش اخلاق رفیق حیات کے انتخاب پر ہے، میاں بیوی کی صالحیت اولاد پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، اور اس کے خاندان میں بھی علم اور دین داری کا سلسلہ جاری رہتا ہے، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ ایک بار شب میں مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے، تاکہ لوگوں کی ضروریات اور احوال سے واقف ہوسکیں، گذرتے ہوئے ایک گھر کے سامنے آپؓ کے قدم رک گئے، جہاں سے ایک ماں بیٹی کی گفتگو کی آواز آرہی تھی، ماں بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ وہ دودھ میں پانی ملادے، تاکہ دودھ کی مقدار بڑھ جائے، بیٹی نے کہا: ماں امیر المومنین نے اعلان کرایا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے، ماں نے کہا: امیر المومنین تھوڑا ہی دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی نے کہا: امیر المومنین نہیں دیکھ رہے تو کیا ہوا، اللہ تو دیکھ رہے ہیں، حضرت عمرؓ نے اس مکان پر نشان لگا دیا اور اس لڑکی سے اپنے صاحبزادہ حضرت عاصمؓ کا پیام نکاح بھیجا، بظاہر یہ ایک غریب گھرانہ تھا اور دودھ بیچنے پر گذراوقات تھی، خاندان کے بارے میں بھی تحقیق نہیں کی اور صورت و شباہت بھی نہیں دیکھی، صرف اس کے اخلاق و کردار اور دین داری و خدا ترسی کو معیار بنا کر اپنے صاحبزادے کا نکاح فرما دیا، آگے چل کر نانہالی رشتہ کے لحاظ سے اسی سلسلے سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے، [دیکھیے سیرت عمر بن عبدالعزیز، ص/۱۷، ۱۸] جن کو ان کے عدل و انصاف، رعایت پروری اور مساویانہ سلوک کی وجہ سے عمر ثانی کہا جاتا ہے، بنو امیہ میں ایسے انصاف پرور فرمانروا کا پیدا ہونا غالباً اسی حسن انتخاب کا نتیجہ تھا۔

سعید بن المسیب [م ۹۴ھ] ایک بڑے محدث اور فقیہ گذرے ہیں، ان کے علم و تفقہ پر پوری امت کا اجماع و اتفاق ہے، اگر تابعی یا تبع تابعی صحابی کو دیکھنے والا یا صحابی کو جس نے دیکھا ہو، اسے دیکھنے والا براہ راست نسبت کرتے ہوئے کوئی بات نقل کرے تو اسے علم حدیث کی اصطلاح میں "حدیث مرسل" کہتے ہیں، اس میں اختلاف ہے کہ یہ حدیث معتبر ہوگی یا نہیں؟ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اس کا اعتبار کرتے ہیں، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اس کا اعتبار نہیں کرتے، لیکن امام شافعیؒ سعید بن المسیب کی مرسل کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں اور معتبر مانتے ہیں، اس سے ان کے علمی پایہ مرتبت اور درجہ و مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

سعید بن المسیبؒ کی ایک صاحبزادی بڑی ہی فہیم، صاحب علم اور باکمال خاتون تھیں، بادشاہ وقت نے اپنے ولی عہد شہزادہ کے لئے اس لڑکی سے پیغام بھیجا، انھوں نے معذرت فرما دی، خوف تھا کہ کہیں دربار شاہی سے اس کے لیے اصرار ہو، انھیں دنوں ایک واقعہ پیش آیا کہ ان کے ایک ہونہار، لائق اور درس کے پابند شاگرد چند دنوں درس سے غیر حاضر رہ کر پھر ایک دن حاضر ہوئے، استاذ نے غیر حاضری کا سبب پوچھا، شاگرد نے عرض کیا کہ ان کی بیوی کی وفات ہوگئی ہے، استاذ نے پوچھا، کہ تم نکاح کے لیے تیار ہو؟ شاگرد نے عرض کیا: مجھ جیسے محتاج شخص کو کون اپنی لڑکی دینا گوارہ کرے گا، استاذ نے پوچھا کہ تم اس کے لیے تیار ہو یا نہیں؟ شاگرد نے رضامندی ظاہر کی، انھیں نادار اور محتاج لیکن لائق، ہونہار اور دین دار شاگرد سے سعیدؒ نے اسی مجلس میں نکاح پڑھا دیا، جب شام ہوئی تو اپنی لڑکی کا ہاتھ تھاما اور خود ہی ساتھ لے کر شاگرد کے مکان پہنچ گئے، دروازہ پر دستک دی، اندر سے سوال ہوا تو جواب دیا، شاگرد گھبرا گئے کہ خلاف معمول اس وقت استاد کیوں آئے؟ دروازہ کھولا تو حیرت زدہ رہ گئے، استاذ اپنی صاحبزادے کا ہاتھ تھام کر اور انھیں ساتھ لے کر پہنچے تھے، فرمانے لگے: میں نے سوچا کہ جب تمہارا میری اس لڑکی سے نکاح ہوگیا ہے، تو تم تنہا رات کیوں گزارو، اسی لیے تمہاری بیوی کو ساتھ لے کر آیا ہوں اور پھر واپس چلے گئے۔

یہ دین و اخلاق کی بنیاد پر، بہو اور داماد کا انتخاب ہے، اگر گھر میں دین دار بہو آئے گی، اسلامی اخلاق کا حامل داماد آئے گا تو گھر میں دین کا چلن پیدا ہوگا، محبت کی فضاء قائم ہوگی، نماز روزہ کا معمول بنے گا، ٹی وی کے گانوں کے بجائے تلاوت قرآن کی آوازیں گونجیں گی، اور ان شاء اللہ پورا گھر جنت نشاں بن جائے گا، ورنہ یہ تو ممکن ہے کہ ظاہری اسباب آرائش گھر میں آجائیں، لیکن دین رخصت ہوجائے گا،

زندگی ایثار و محبت کے بجائے باہمی کدورت اور خود غرضی پر مبنی ہوگی اور بوڑھے ماں باپ ایک بوجھ بن جائیں گے، اس کی مثالیں آج سماج میں کسی کی تلاش کے بغیر مل سکتی ہیں۔

آج کل اخبارات میں شادی کے اشتہارات پر نظر دوڑائیے اور رشتوں کے سلسلہ میں خواہشات کو دیکھیے، لڑکی فیرکلر اور بہت خوب صورت اور گوری ہونی چاہیے، قد وقامت اتنے سے کم نہ ہو، لڑکا اسمارٹ ہو، امریکہ، یوکے یا خلیج میں کام کرتا ہو، یا گورنمنٹ ملازم ہو یا یہ کہ لڑکے کو باہر بھیجنے کا انتظام کیا جاسکتا ہے، غرض مال و دولت اور حسن وجمال یہی معیار ہیں، باقی دین داری اور دین آگہی تو اس پر کسی کی توجہ نہیں، یہ نہایت ہی تکلیف دہ صورت حال ہے اور دین کے بجائے دنیا کو نگاہ انتخاب بنانے کا خمیازہ خود انھیں ہی بھگتنا پڑتا ہے، اس کے نتیجہ میں مسلم سماج بے راہ روی کا شکار بنتا جارہا ہے، اور ایسے واقعات بھی پیش آتے ہیں کہ بعض مسلمان لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ راہ فرار اختیار کرتی ہیں، چند ماہ پہلے ایک مقامی اخبار میں سروے آیا تھا کہ عدالت کے ذریعہ نکاح کرنے کے ستر فیصد واقعات مسلم لڑکیوں کے پیش آئے ہیں، ظاہر ہیں کہ ان میں ایک اچھی خاصی تعداد بین مذہبی شادی کی ہوتی ہے، ایسے واقعات کا محرک جہاں اور بہت سی باتیں ہوتی ہیں، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ جب غریب سے غریب لڑکا بھی صاحب ثروت کی تلاش کرنے لگتا ہے اور جب یہ چاہت کروٹ لینے لگتی ہے کہ ہماری بیوی پری اور حور سے کم نہ ہو، چاہے خود بندر اور لنگور کیوں نہ ہو تو آخر امت کی یہ لڑکیاں جو غریب اور کم خوب صورت ہوں، کہاں جائیں گی؟؟

☆☆☆☆☆

راہ عمل

# قرآن مجید کو خوب عام کریں!

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

اس وقت پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنان اسلام نے جنگ چھیڑ رکھی ہے، چاہے مسلمان ممالک ہوں یا یورپ کے ممالک یا ایشیاء وافریقہ سے تعلق رکھنے والے ممالک ہوں، ہر ملک میں دہشت گردی کا الزام لگا کر مسلمانوں کا قتل عام کیا جارہا ہے، ان کے نوجوانوں کو گرفتار کر کے عذاب مسلسل کا شکار بنایا جارہا ہے، یہ سلسلہ جو عراق پر جنگ مسلط کر کے شروع ہوا پھر افغانستان، صومالیہ، چیچینیا، یمن ہوتا ہوا پوری دنیا میں پھیل گیا ہے اور اب عیسائی حکومتوں نے اپنے ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کو نشانہ بنایا ہے، اسلامی قدروں اور تہذیبی علامتوں پر پابندیاں لگائی جارہی ہیں، اسلامی کتابوں کو اشاعت سے روکا جارہا ہے، مسجدوں کی تعمیر اور خاص کر میناروں کی تعمیر پر روک لگائی جارہی ہے، مسجدوں اور دینی جلسوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی لگادی گئی ہے، مسجدوں اور اسلامی ودینی مرکزوں پر حملے کیے جارہے ہیں، عدالتوں میں ججوں کے سامنے مسلمان خواتین پر حملے ہورہے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسلام دشمن عیسائی حکومتوں اور ان کی غلام مسلم حکومتوں کی ان ظلم وستم سے بھرپور کارروائیوں کے نتیجہ میں مسلم نوجوانوں پر قوت اسلامی کا جذبہ پیدا ہورہا ہے اور ان میں خوف وہراس کے بجائے اپنی اسلامی قدروں کی حفاظت اور دینی شعائر پر عمل کرنے کا ایمانی جذبہ پیدا ہورہا ہے، اور خود عیسائی ملکوں میں اسلام کی اشاعت مقامی آبادی میں خوب ہورہی ہے، لوگ یہ جاننے کے لیے کہ آخر اسلام کیا ہے؟ قرآن مجید حاصل کررہے ہیں، بغور مطالعہ کر کے اسلام قبول کررہے ہیں، اسی وجہ سے عیسائی حکمراں اور اہل کلیسا ہوش وخرد سے بیگانہ ہو کر اسلام کو دبانے کی ناروا کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

دنیا اس کا خوب مشاہدہ کررہی ہے کہ جس قدر اغیار اسلام اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی اور گستاخی کررہے ہیں، اسی قدر قرآن مجید، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تعلیمات کے مطالعہ کا رجحان بڑھ رہا ہے اور جب وہ قریب سے دیکھ لیتے ہیں تو حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے ہیں اور پھر اسلام کے پرزور داعی اور پرجوش وکیل بن جاتے ہیں، اور ان کے ذریعہ سیکڑوں لوگ دولت اسلام سے مالامال ہوجاتے ہیں۔

اب ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ غیر مسلموں تک قرآن مجید مع ترجمہ ان کی زبان میں گھر گھر پہنچائے اور خود بھی قرآن مجید اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر مکمل عمل پیرا ہو اور اپنے اہل وعیال، علاقہ، معاشرہ اور ملک وقوم میں احکام الٰہی کو نافذ کرے اور دین میں مکمل داخل ہوجائے تاکہ دینی تبلیغ کا فریضہ ادا ہو اور اسلام کی باد بہاری ہر ایک مسحور کردے۔

☆☆☆☆☆





ہمارا سماج

# والدین کی نافرمانی کا فتنہ

سید احمد ومیض ندوی

انسانی رشتوں میں سب سے عظیم رشتہ ماں باپ کا ہے، دنیا کے سارے مذاہب ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کرتے ہیں، شریعت اسلامی میں بھی ماں باپ کے حقوق پر کافی زور دیا گیا ہے، قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر خدا کی عبادت کے بعد والدین سے حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے، ارشاد خداوندی ہے: "وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" [بنی اسرائیل/۲۳] (اور تمہارے رب کا قطعی حکم ہے کہ صرف اسی کی عبادت اور پرستش کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ کرو)۔

اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں سے بھی اس بات کا عہد لیا تھا کہ وہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کریں، ارشاد خداوندی ہے: "وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا". [البقرہ/۸۳] (اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے اس بات کا عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے حسن سلوک کرو)۔

سورۂ لقمان میں ماں باپ کا حق بیان کرتے ہوئے یہاں تک فرمایا گیا کہ اگر بالفرض کسی کے ماں باپ کافر ومشرک ہوں اور اولاد کو بھی کفر و شرک کے لیے مجبور کریں تو اولاد کو چاہیے کہ ان کے کہنے سے کفر وشرک تو نہ کرے، لیکن دنیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک اور ان کی خدمت کرتی رہے، چنانچہ ارشاد ہے: "وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا" [لقمان/۱۵]

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک پر کافی زور دیا ہے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک پر جنت کی ضمانت اور ان کے ساتھ بدسلوکی پر جہنم کی وعیدیں سنائی ہیں، چنانچہ ایک شخص نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اولاد پر ماں باپ کا حق کتنا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "وہ تمہاری جنت اور دوزخ ہیں" [مشکوٰۃ/۴۲۱]، مطلب یہ ہے کہ اگر تم ماں باپ کی اطاعت اور خدمت کے ذریعہ ان کو راضی رکھو تو جنت پاؤگے، اس کے برعکس اگر ان کی نافرمانی کر کے انہیں ناراض کروگے تو پھر تمہارا ٹھکانہ دوزخ میں ہوگا، ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی رضامندی اور خوشنودی کو والدین کی رضامندی اور خوشنودی سے وابستہ فرمایا، چنانچہ فرمایا: "رضی الرب فی رضا الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد". [مشکوٰۃ/۴۱۹] (اللہ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے)، بعض روایات میں مخصوص حالات کے پیش نظر ماں باپ کی خدمت کو جہاد سے بھی مقدم قرار دیا گیا، چنانچہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر ان کی خدمت اور راحت رسانی میں جدوجہد کرو، یہی تمہارا جہاد ہے۔ [ابوداؤد]

اسی طرح کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے، اور میں آپؐ سے اس بارے میں مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، کیا تمہارے ماں باپ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر انہی کے پاس جاؤ اور انہی کی خدمت میں رہو، ان کے قدموں میں تمہاری جنت ہے۔ [مشکوٰۃ، مسند احمد، نسائی]

والدین کی خدمت سے آدمی کس طرح جنت کا حق دار ہوتا ہے، اس کا ایک نمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، وہیں میں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے دریافت کیا کہ یہ اللہ کا بندہ کون ہے جو یہاں جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں، ماں باپ کی خدمت واطاعت شعاری ایسی ہی چیز ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ بن نعمانؓ اپنی ماں کے بہت ہی خدمت گذار اور اطاعت شعار تھے۔ [دیکھیے: شعب الایمان]

والدین کی اطاعت وخدمت سے نہ صرف یہ

کہ آخرت میں سرفراز کیا جائے گا، بلکہ خدمت والدین کے دنیوی اثرات بھی ہیں، ماں باپ کی خدمت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی خاص برکتوں سے نوازتا ہے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ماں باپ کی اطاعت وخدمت اور حسن سلوک کی وجہ سے آدمی کی عمر بڑھا دیتا ہے۔ [کامل ابن عدی] نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ماں باپ کی خدمت وفرماں برداری کرو، تمہاری اولاد تمہاری فرماں بردار اور خدمت گذار ہوگی۔ [معجم اوسط طبرانی] حتیٰ کہ ماں باپ کی خدمت کو بہت سے گناہوں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا گیا، چنانچہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تمہاری ماں زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ماں تو نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا: ہاں خالہ موجود ہے، آپؐ نے فرمایا: تو اس کی خدمت اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔ [ترمذی]

اسلام میں ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ والدین کے انتقال کے بعد بھی بہت سی باتوں اور والدین سے متعلق بہت سے حقوق کی تاکید کی گئی، روایات میں اس طرح کے بعض حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے، چناں چہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، بنی سلمہ کے ایک شخص آئے اور انہوں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا میرے ماں باپ کے مجھ پر کچھ ایسے حقوق بھی ہیں جو ان کے مرنے کے بعد مجھے ادا کرنے چاہئیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ان کے لیے خیر ورحمت کی دعا کرتے رہنا، ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا مانگنا، ان کا اگر کوئی عہد معاہدہ اگر کسی سے ہو تو اس کو پورا کرنا، ان کے تعلق سے جو رشتے ہوئے ان کا لحاظ رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا، اس روایت میں والدین کے انتقال کے بعد ان کے تین حقوق کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کے لیے رحمت ومغفرت کی دعا، کسی سے ان کا معاہدہ ہوا ہو، اس کی تکمیل کیے بغیر انتقال کر گئے ہوں تو اس کی تکمیل، ان کے رشتہ دار اور دوست واحباب کے ساتھ حسن سلوک اور اکرام کا معاملہ۔

عمر کے ہر مرحلہ میں ماں باپ کی خدمت کرنی چاہیے، لیکن جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو ان کی اطاعت وخدمت میں کوئی کسر باقی نہ رکھنا چاہیے، اس لیے کہ بڑھاپے میں وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہوتے ہیں، قرآن مجید میں اس کی خاص تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: "اما یبلغن عندك الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً كريماً واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيراً. (اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا، ان سے نرمی سے بات کرنا، ان کے لیے عاجزی کے بازو بچھانا اور یوں کہنا میرے رب! ان پر آپ رحم فرمائیے جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی)۔

آدمی کے لیے خوش نصیبی کی بات ہے کہ اسے ماں باپ کا بڑھاپا ملے، اس لیے کہ یہ ماں باپ کی خدمت کر کے اللہ کی رضا اور مغفرت حاصل کرنے کا زریں موقع ہوتا ہے، ماں باپ کا بڑھاپا پا کر بھی اگر کوئی اپنی مغفرت کا سامان نہ کرے، تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے؟ ایسے ہی بدنصیب کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہلاک ہو، برباد ہو وہ شخص، جو ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، پھر وہ ان کا دل خوش کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔ [مسلم شریف]

والدین میں ماں کا درجہ باپ کے مقابلہ میں زیادہ اس لیے ہے کہ ماں کو اولاد کی پرورش اور ولادت کے دیگر مراحل میں بڑی تکلیفوں سے گذرنا پڑتا ہے، قرآن مجید میں ماں کے ان دشوار گزار مرحلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا: "ووصينا الانسان بوالديه احساناً حملته أمه كرهاً ووضعته كرهاً. [الاحقاف] (اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے، اس کی ماں نے اسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف سے جنم دیا)۔

ماں کی تکلیفوں کا ذکر قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر کیا گیا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے حق کی زیادتی کی طرف اشارہ فرمایا، چنانچہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھ پر خدمت اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری ماں کا، تمہاری ماں کا، تمہاری ماں کا، اس کے بعد تمہارے باپ کا، پھر اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں۔ [بخاری ومسلم]

ایک طرف والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت وفرماں برداری کی اس قدر تاکید ہے، دوسری طرف ہمارے معاشرہ کی وہ صورت حال ہے جسے دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے، اسلامی تعلیمات سے دوری کا اثر یہ ہے کہ ماں باپ کی خدمت تو دور رہی، بہت سے بدنصیب نوجوان اپنے والدین پر دست درازی میں بھی تامل نہیں کرتے، اب تو اخبارات ومیڈیا میں اولاد کے ہاتھوں ماں باپ کے قتل کی خبر بھی آنے لگی ہے۔

والدین کی حکم عدولی، ان کی مرضی کے خلاف کام، گفتگو کے دوران تند لہجہ اختیار کرنا اب اتنا عام ہو گیا ہے کہ کسی کو حیرت بھی نہیں ہوتی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ قیامت کے قریب ماں باپ کی نافرمانی ہوگی، دور حاضر کا یہ بھی ایک خطرناک سماجی فتنہ ہے، اس صورت حال کے ذمہ دار ایک حد تک خود والدین ہوتے ہیں جنھیں اپنی اولاد کی دینی تربیت کی فکر نہیں ہوتی، ماں باپ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں، ایسی نعمت کہ جس کا کوئی بدل نہیں، دنیا کی بہت سی نعمتیں اگر فوت ہو جائیں تو دوبارہ حاصل کی جا سکتی ہیں، لیکن ماں باپ کی نعمت دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتی، اس نعمت کے ذریعہ آدمی اپنی دنیا بھی سنوار سکتا ہے اور آخرت بھی، اس نعمت کی ناقدری کرنے والا نہ صرف یہ کہ آخرت میں پشیمانی اٹھائے گا بلکہ اس کی دنیا بھی بے رونق ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆





......بقیہ اداریہ) جب ہر مسلمان اور اس کا ہر خطیب وصاحب قلم، ہر لیڈر وقائد، اسلامی احکامات کا مکلف دوسروں ہی کو سمجھے تو اسلام کہاں سے آئے گا؟ اور جب اسلام نہیں آتا تو پھر مسلمان نام کی قوم اور دوسری قوموں میں فرق ہی کیا رہ جاتا ہے اور پھر شکوہ کس بات کا؟ قرآن کریم نے بہت صاف اور واضح الفاظ میں فرمایا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِن قَبْلُ". (مومنو! خدا پر اور اس کے رسولؐ پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں پر نازل کی ہے، اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں، سب پر ایمان لاؤ)۔

کیا ایمان سے مراد صرف زبانی اقرار ہے اور عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں، پڑھیے، آگے قرآن مجید کیا کہتا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ". [البقرہ] (مومنو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے)۔

اب ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہماری زندگی کا کتنا حصہ اسلام کے مطابق ہے اور کتنا شیطان کے پیچھے چلنے میں لگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت کا وعدہ تو اس پر ہے کہ مسلمان خدا کے دین پر عمل کریں گے تب وہ خدا کی مدد کے مستحق ہوں گے اور ان کو ثابت قدمی حاصل ہوگی اور جب خدا کی مدد حاصل ہوگی تو پھر ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ فرمایا:

"إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ". (اگر خدا تمہارا مددگار ہے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا)۔

مسلمانوں کو صرف مسجد یا خانقاہ میں پڑے رہنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کریں گے تاکہ وہاں اسلامی اخلاق وکردار، ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت واحساس ذمہ داری، امانت ودیانت، انسانوں سے محبت، خدا کی مخلوق پر رحمت ورأفت کا مظاہرہ ہو، لوگ دیکھیں اور سبق لیں کہ مسلمان ڈاکٹر ایسا ہوتا ہے، مسلمان سپاہی ایسا ہوتا ہے، مسلمان انجینئر ایسا ہوتا ہے، مسلمان تاجر ایسا ہوتا ہے، مسلمان مزدور ایسا ہوتا ہے، مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر صلاحیت کے آدمی کو جو ذمہ داری دی جاتی ہے وہ اس کا پورا حق ادا کرتا ہے۔

جب مسلمانوں کی زندگی یہ ہوگی تو وہ سر پر بٹھائے جائیں گے، بلکہ ظلم وجور کی ماری دنیا انہیں سے کہے گی لو اب تمہیں کاروبار حکومت کو بھی سنبھالو کہ خدا کی مخلوق کو چین نصیب ہو، خدا کی دھرتی پر ظلم وناانصافیوں کا دروازہ بند ہو۔

☆☆☆☆☆

فقہ و فتاویٰ

# سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

**سوال:** پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جب ریٹائرمنٹ کے بعد مل جائے تو کیا زکوۃ اس پر فوراً واجب ہوگی یا اس رقم پر سال گذرنا ضروری ہے؟ اگر کوئی صاحب نصاب ہو اور زکوۃ ہر سال ادا کر رہا ہو پھر اسے P.F کی رقم ملے تو کیا اس قم پر زکوۃ کے لیے سال گذرنا ضروری ہے یا فوراً زکوۃ واجب ہوگی؟

**جواب:** جو شخص صاحب نصاب ہو اور درمیان سال پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ملی تو اب اس رقم پر سال گذرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ سابق اموال میں یہ رقم ضم ہوجائے گی اور اس پر زکوۃ واجب ہوگی، علامہ حصکفیؒ نے صراحت کی ہے، مال مستفاد (وہ مال جو درمیان سال حاصل ہو) نصاب میں شامل کردیا جائے گا اور اس پر زکوۃ واجب ہوگی: والمستفاد وسط الحول یضم الیٰ نصاب من جنسه فیزکیه بحول الأصل ۔[الدر المختار علیٰ رد المحتار:۳/۲۱۴]

**سوال:** ایک شخص نے رہائش کی غرض سے ایک مکان خریدا، اس کو کئی سال کا عرصہ ہوا، اب ارادہ یہ ہوا کہ اس مکان کو فروخت کردیا جائے اور دوسری جگہ رہائش کے لیے مکان خریدا جائے، چنانچہ مکان فروخت کردیا گیا اور قیمت مل گئی، ابھی دوسرا مکان نہیں خریدا ہے، کیا مکان کے لیے جمع رقم پر زکوۃ واجب ہوگی؟

**جواب:** رہائشی مکان میں زکوۃ نہیں ہے، لیکن مکان جب فروخت کردیا گیا اور قیمت حاصل ہوگئی تو اس رقم پر دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ زکوۃ واجب ہے، شرط یہ ہے کہ جس تاریخ کو وہ صاحب نصاب ہوا ہو اس تاریخ کو وہ رقم موجود ہو۔[حوالہ سابق]

**سوال:** ایک شخص پر حج فرض ہے، اس نے حج ادا نہیں کیا ہے لیکن حج کا فارم بھر دیا ہے، کچھ رقم جمع کردی ہے اور کچھ رقم سفر کے لیے محفوظ رکھی ہے، سوال یہ ہے کہ کیا اس جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب ہوگی؟

**جواب:** حج کے لیے جمع شدہ رقم اگر بقدر ضرورت ہے، یعنی سفر حج کے کرایہ اور مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ہونے والے لازمی اخراجات کے بقدر ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، لیکن ان ضرورتوں کے علاوہ جو زائد رقم ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی، علامہ ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے کہ: بقدر ضرورت رقم اگر جمع کر رکھی ہے اور اس کے ساتھ مزید بقدر نصاب رقم موجود ہے تو زائد رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔[رد المحتار:۳/۱۸۹]

**سوال:** آج کل بعض تعلیم یافتہ حضرات یہ بحث کرتے ہیں کہ جو زیورات استعمال میں ہیں ان میں زکوۃ واجب نہیں ہونی چاہیے کیونکہ استعمالی لباس و کپڑوں میں بھی زکوۃ نہیں ہے، اس بارے میں مستند و معتبر علماء کی کیا رائے ہے؟ آپ قدرے وضاحت سے بتائیں۔

**جواب:** سونے اور چاندی کے زیورات میں زکوۃ سے متعلق دو نقطہ ہائے نظر ہیں، بعض فقہاء واجب قرار دیتے ہیں اور بعض نہیں، لیکن جو علماء سونے اور چاندی کے زیورات میں زکوۃ واجب نہیں قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک بھی تفصیل ہے، اگر زیورات استعمال میں ہیں تو استعمالی کپڑوں کی طرح زیورات میں زکوۃ نہیں ہے، لیکن اگر استعمال میں نہیں ہیں تو اس صورت میں ان زیورات میں زکوۃ واجب ہے اگر وہ بقدر نصاب ہوں، فقہاء احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سونے اور چاندی پر مطلقاً زکوۃ واجب ہے خواہ وہ زیورات کی شکل میں ہوں، کئی روایتوں سے پہنے ہوئے زیورات میں زکوۃ ادا کرنے کی تاکید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہے، ان میں بعض روایتیں حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے بھی مروی ہیں، بعض صحابہ کرامؓ اور تابعین بھی اسی کے قائل ہیں، امام ترمذیؒ نے اس طرح کی روایتیں نقل کی ہیں، اور سفیان ثوریؒ، عبداللہ ابن مبارکؒ اور محدثین کی یہی رائے بتائی ہے، جامع ترمذی (حدیث نمبر ۶۳۶) میں امام ترمذیؒ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان دونوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں عورتوں سے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوۃ ادا کرتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنائے، انھوں نے عرض کیا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کی زکوۃ ادا کرو۔ [ترمذی، رقم/ ۶۳۷]

غرض کہ قرآن و حدیث میں عورتوں کو جس طرح تاکید فرمائی ہے، اس کا تقاضا یہی ہے کہ وہ زیورات جو استعمال میں ہیں ان میں بھی زکوۃ ادا کی جائے، اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ زکوۃ کا ثواب بھی مل جائے اور آخرت میں جواب دہی سے بچ جائے۔

☆☆☆☆☆





ایمان وعزیمت

# سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

ادارہ

حضرت سلمان فارسیؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بہت لمبا اور طویل ہے جو خود حضرت سلمان فارسیؓ نے بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی، امام ابو نعیمؒ نے "حلیۃ الاولیاء" اور خطیب بغدادیؒ نے "تاریخ بغداد" میں جوان کا واقعہ نقل کیا ہے، وہ کم از کم بیس صفحات میں ہے، جو بہت ہی عجیب اور سبق آموز ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ ایران کے ایک شہر "رامہرمز" میں پیدا ہوئے، ایران کے عام مذہب کے مطابق اور ان کے والد بھی آتش پرست تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ آتش پرستی کوئی صحیح بات نہیں معلوم ہوتی، انہوں نے اپنے باپ سے کہا، لیکن باپ کسی طرح بھی آتش پرستی چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا، بالآخر تنگ آکر انہوں نے اپنے باپ کو چھوڑا اور شام چلے گئے اور یہ سوچ کر کہ نصرانی مذہب کم از کم آتش پرستی سے بہتر ہے، ایک نصرانی عالم کے پاس مقیم ہوگئے اور اس کی خدمت میں رہنے لگے، جب اس کا انتقال ہوگیا تو دوسرے عالم کے پاس چلے گئے، دوسرے کے انتقال کے بعد تیسرے کے پاس اور تیسرے کے بعد چوتھے کے پاس چلے گئے، ان میں سے کسی نے ہمدردی کی، کسی نے تکلیف پہنچائی، ہر ایک عالم کی انہوں نے الگ الگ تفصیل بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلمانؓ کو عمر بھی بڑی لمبی عطا فرمائی تھی، بالآخر آٹھ دس آدمیوں سے منتقل ہونے کے بعد ایک نصرانی عالم کے پاس وہ پہنچے جوان سب سے بہتر تھا، حسن سلوک کے معاملے میں بھی اور دینی اعتبار سے بھی صحیح آدمی معلوم ہوتا تھا، یہاں تک کہ اس کے مرنے کا وقت آگیا تو حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا کہ اب آپ بھی رخصت ہونے والے ہیں تو بتائیں میں آپ کے بعد کہاں جاؤں؟

اس نے کہا اب تمہیں کسی اور آدمی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وقت قریب آگیا ہے، اور مجھے اتنا پتہ ہے کہ وہ عرب کے ایسے علاقے میں ہوں گے جہاں نخلستان زیادہ ہیں، میں تمہیں ان کی علامتیں بتا دیتا ہوں کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے، ہدیہ قبول کریں گے اور ان کے شانہ مبارک پر مہر نبوت ہوگی۔

یہ علامتیں تمہیں بتائی ہیں، اگر وہ تمہیں مل گئے تو سمجھنا بڑی قسمت کی بات ہے، پھر ان کے ساتھ زندگی گزارنا، یہ وصیت کرکے نصرانی عالم کا انتقال ہوگیا، اب حضرت سلمانؓ کا عرب جانے کا ارادہ ہوا، ایک قافلہ جا رہا تھا، انہوں نے قافلہ والوں سے کہا کہ میں عرب جانا چاہتا ہوں، انہوں نے شامل کرلیا، راستے میں قافلے سے متعلق بھی بڑے قصے ہیں، انہوں نے غداری کرکے ان کو غلام بنالیا اور ایک بازار میں لے جاکر ایک یہودی کے ہاتھ ان کو بیچ دیا، مدینہ منورہ پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ وہاں نخلستان بہت ہیں اور یہ ہے بھی عرب کا علاقہ، اس لیے سمجھ گئے کہ یہی مطلوبہ جگہ ہے جس کی میرے استاد نے پیشین گوئی کی تھی، شاید وہ یہی جگہ ہے اس لیے بڑے خوش ہوئے، لیکن ساتھ ہی وہ یہودی بڑا اکھڑ اور سخت تھا، بڑی خدمت لیتا تھا، انہوں نے سوچا اب اسی طرح زندگی گزارنی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کوئی بندوبست کریں گے چنانچہ اس یہودی کی خدمت کرتے رہے۔

آگے حضرت سلمانؓ خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن اس یہودی کی خدمت کے دوران میں اس کے باغ میں تھا، اس نے مجھ سے کہا کہ کھجوروں کے درخت پر چڑھ جاؤ اور کھجوریں توڑو، میں درخت سے کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا تھا، اتنے میں اس آقا کا کوئی چچا زاد بھائی آیا اور آکر کہنے لگا: اللہ ان بنو قیلہ کے لوگوں کو ہلاک کرے (بنو قیلہ انصار کے قبائل ہیں) قبا میں ایک آدمی آیا جو نبوت کا دعوی کرتا ہے اور سب اس کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں۔

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں چونکہ پہلے سے انتظار میں تھا، اس لیے میرے کان میں جب یہ آواز پڑی کہ لوگ ایک ایسے شخص کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں، جو نبوت کا دعوی کرتا ہے تو یہ سنتے ہی میرے جسم پر کپکپی طاری ہوگئی اور مجھ سے رہا نہ ہوگیا، میں درخت سے نیچے کود پڑا اور آقا سے اجازت چاہی کہ میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں، ذرا کام ہے، وہ چونکہ بڑا سخت تھا اس لیے کہا کہ تمہیں نہیں جانے دوں گا۔

کہتے ہیں میں نے اس کی بہت منت سماجت کی کہ مجھے تھوڑی دیر کی چھٹی دے دو، لیکن اس نے کہا جب تک ساری کھجوریں نہیں توڑ لوگے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا، چنانچہ وہ دن میں نے بڑی مشکل سے گزارا، کھجوریں توڑ کر شام کو جب چھٹی کا وقت ہوا تو میں نے ان میں سے تھوڑی کھجوریں ہاتھ میں لے لیں اور قبا پہنچ گیا، جہاں

لوگ کہہ رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہوں گے، دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس لوگ بیٹھے ہیں، میں جا کر خدمت میں پیش ہوا اور کہا کہ آپ سب لوگ مسافر اور حاجت مند ہیں، اس لیے میں آپ کی خدمت میں کچھ صدقہ لے کر آیا ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم صدقہ نہیں کھاتے ہیں، جو مستحق ہیں ان کو دینا ہو تو دے دو، اس طرح نصرانی عالم نے جو تین علامتیں بتلائی تھیں، ان میں سے پہلی علامت ظاہر ہوگئی۔

پھر حضرت سلمان اٹھ کر واپس ہوئے، اور دوسری بار کوئی اور چیز لے کر گئے اور کہا کہ یہ کچھ ہدیہ لے کر آیا ہوں، اگر آپ قبول فرمالیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا، دوسری علامت بھی ظاہر ہوگئی۔

پھر تیسری بار حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے، یہ سامنے بیٹھنے کے بجائے پیچھے بیٹھنے کے لیے آنے لگے، مقصد یہ تھا کہ کسی طرح مہر نبوت کی زیارت ہو جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی علم ہو گیا کہ یہ اس فکر میں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شانہ مبارک سے چادر ہٹادی، سلمان فارسیؓ کی نظر مہر نبوت پر پڑی، بے ساختہ اس کو بوسہ دیا ان کے آنسو آنسو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت پر برس رہے تھے۔

وہ عرصے سے اس انتظار میں تھے کہ کب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو، جب منزل نظر آگئی تو آنسوؤں کو روکنا ممکن نہ رہا، فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ایمان لے آیا اور آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں ایمان لے آیا ہوں، لیکن ایک یہودی کا غلام ہوں اور زبردستی کی غلامی ہے، کیونکہ غلامی کی حقیقت تو کوئی نہیں تھی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس یہودی سے مکاتبت کا معاملہ کرلو، کچھ پیسے ادا کر کے آزاد ہو جاؤ، چنانچہ یہ یہودی کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ میرے ساتھ مکاتبت کرلو، اس نے کہا ٹھیک ہے، لیکن بدل کتابت تین سو اوقیہ چاندی ہے، اور سو کھجور کے درخت لگاؤ، جب وہ درخت جوان ہو جائیں اور ان پر پھل آجائے تو تم آزاد ہو، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس نے ایسی بدل کتابت مقرر کردی ہے کہ ساری عمر ادا نہ کرسکوں، کھجور کے سو درخت لگانے ہیں اور جب ان پر پھل آجائے اور کھجور کا پھل سب سے زیادہ دیر میں آتا ہے اور اوپر سے تین سو اوقیہ چاندی بھی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا: سلمان کی مدد کرو، جس کے پاس کھجور کے پودے ہوں، ان کے دے دو، لوگوں نے پودے دینے شروع کیے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان! کل اپنے باغ میں جمع ہو جانا میں آؤں گا، وہاں درخت لگائیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور جو پودے اکٹھے کیے تھے، وہ لگانے شروع کردیے، اور سلمان فارسیؓ سے کہا کہ تم رہنے دو، پورے سو پودے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے اور لگانے کے بعد دعا فرمائی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کو خیال ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے سارے پودے لگائے ہیں ایک آدھ پودا میں بھی لگادوں، چنانچہ ان سو پودوں کے علاوہ ایک آدھ پودا حضرت سلمانؓ نے بھی لگادیا، جو سو پودے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لگائے تھے سال بھر میں وہ سو پودے پھل لے آئے اور جو حضرت سلمان فارسیؓ نے لگائے تھے ان پر ابھی پھل کا نام ونشان تک نہیں تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے لگائے گئے درختوں کی نسل کے درخت ابھی کچھ عرصہ پہلے تک باقی تھے، ان میں دو درخت وہ بھی باقی تھے جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے لگائے ہوئے ہیں جن کا واقعہ یہ ہے کہ ان دو درختوں کے پھل سارے مدینہ کے تمام باغات کے پھل سے مختلف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ان درختوں کی کھجوریں بازار میں نہیں بکتی تھیں، بلکہ کھجوروں کے مالک ان کو حفاظت سے رکھتے تھے اور خاص لوگوں کو ہدیہ میں دیا کرتے تھے، اہل مدینہ ان کی جتنی اہتمام سے حفاظت کرتے تھے، اس سے یہ بات بہت قرین قیاس تھی کہ یہ بات صحیح ہے کہ یہ درخت انہی درختوں کی نسل سے ہیں، یہ "نخلة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم" کہلاتے تھے، قبا سے پہلے کچھ فاصلہ پر یہ باغ تھے، اب سات آٹھ سال سے وہ درخت نہیں ہیں۔

بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کے طور پر ان درختوں میں سال بھر میں پھل آگیا تھا، یہ مرحلہ تو اس طرح طے ہوگیا۔

اس سارے عمل میں ڈیڑھ دو سال لگ گئے، جس کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ غزوۂ بدر و اُحد میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آقا کی طرف سے اجازت نہیں تھی، آزادی کے بعد پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے غزوۂ احزاب تھا، جس میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی، اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اعزاز بھی بخشا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سلمان منا أهل البيت" (سلمان ہم میں سے یعنی اہل بیت میں سے ہیں)۔

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی سالہا سال تک زندہ رہے، حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ایران کی فتح میں ان کا بڑا ہاتھ رہا اور بالآخر مدائن کے گورنر بنے، مدائن ایران کا دارالحکومت تھا۔

مدائن کے گورنر بننے کے باوجود معمولی کپڑوں میں عام لوگوں کی طرح پھرتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ایک مسافر آیا، وہ سمجھا کہ یہ کوئی قلی ہے، اس نے حضرت سلمان فارسیؓ سے کہا کہ یہ گٹھری اٹھاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اٹھاؤں گا، چنانچہ اٹھا کر سر پر رکھوالی اور کہا: کہاں لے جانی ہے؟ اس نے کہا فلاں جگہ، اب وہ آگے آگے جا رہا ہے اور یہ گٹھری اٹھائے پیچھے پیچھے جا رہے ہیں، اچانک لوگوں نے دیکھا کہ امیر مدائن گٹھری اٹھائے جا رہے ہیں تو اس شخص پر بہت ناراض ہوئے کہ یہ تو نے کیا حرکت کی ہے؟ تمہیں پتہ نہیں کہ یہ مدائن کے حاکم ہیں؟

اس نے بڑی منت سماجت کی خدا کے لیے آپ یہ گٹھری اتار دیجیے، لیکن حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ میں جس نیکی کا ارادہ کر چکا ہوں جب تک اس کو پورا نہیں کروں گا، اس وقت تک نہیں اتاروں گا، چنانچہ گٹھری کو اس کے گھر تک پہنچایا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں مدائن ہی میں ہوئی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا، اور آپ کی قبر مبارک پر آج بھی یہ حدیث کندہ ہے کہ: "سلمان منا أهل البيت".

☆☆☆☆☆

# امانت دار عظیم تاجر

ایک شخص تیز رفتار گھوڑے پر سوار، اسے سرپٹ دوڑاتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف رواں دواں تھا، بال گرد وغبار سے بھرے ہوئے تھے، آنکھیں اداس تھیں، چہرے پر پریشانی کے آثار تھے، ایسا لگتا تھا کہ اسے کسی قافلے کی تلاش ہے اور وہ جلد از جلد اپنی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے، ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے چلا جا رہا تھا کہ چند راہ گیر نظر آئے، ان سے قافلے کے بارے میں پوچھا کہ کسی نے بتایا کہ اس طرف لوگوں کے ایک قافلے کو جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے، یہ سن کر اس نے وہ راہ لی، گرد وغبار کے بادل اڑاتا ہوا وہ تیز رفتار گھوڑے پر چلا جا رہا تھا کہ دور سے کچھ لوگ نظر آئے، قریب ہونے پر معلوم ہوا کہ یہ تو وہی قافلہ ہے جس کی تلاش میں وہ میلوں کا سفر کر کے آ رہا ہے، مقصود کو اتنا قریب دیکھ کر اس کا مرجھایا ہوا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور بے چین دل خوشی سے لبریز ہوگیا، قافلہ تیز رفتاری سے چلا جا رہا تھا مگر اس کے گھوڑے کی برق رفتاری فاصلے کو کم سے کم تر بنا رہی تھی، یہاں تک کہ وہ مسافروں کے سروں تک پہنچ گیا، مطلوبہ شخص کو سامنے پا کر اس نے اسے مخاطب کیا اور پوچھا:

کیا مشہور کپڑا بیچنے والے احمد بن طبیب سے آپ نے کپڑا خریدا تھا؟ جی ہاں! اس نے تجسس بھری نگاہوں سے اس آنے والے اجنبی کی طرف دیکھ کر کہا، دراصل بات یہ ہے کہ جب میرے ملازم نے کپڑا بیچ کر پیسے مجھے دیے تو میں نے پوچھا: کپڑا کسے بیچا ہے؟ اس نے بتایا: ایک مسافر کو، میں نے پوچھا: کیا اس کپڑے کا عیب بتا دیا تھا؟ تو احمد نے کہا، وہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا، یہ سن کر مجھے بے حد پریشانی ہوئی میں نے اسے برا بھلا کہا، احمد کا کہنا تھا کہ میں کیا کر سکتا ہوں، جو کچھ ہوا اسے بھول جایئے، آئندہ احتیاط کروں گا، لیکن میں اس کے پیچھے پڑ گیا اور اسے آپ کا نشان تلاش کرنے کو کہا: بڑی مشکل سے آپ کے ٹھکانے کا علم ہوا، لیکن اس وقت تک آپ حاجیوں کے قافلے کے ساتھ مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو چکے تھے، میں نے ایک برق رفتار گھوڑا کرائے پر لیا اور آخر کار ڈھونڈتے ڈھونڈتے آپ تک آ پہنچا ہوں تاکہ آپ کو بتایا جا سکے کہ کپڑے میں عیب ہے، مسافر کبھی کپڑے کو دیکھتا اور کبھی میلوں دور سے آنے والے اس عظیم تاجر کو جس نے محض کپڑے کا نقص بتانے کے لیے اتنی تکلیف اٹھائی تھی، وہ بہت دیر تک خاموش رہا اور پھر کہنے لگا:

کیا وہ دینار جو میں نے آپ کے ملازم کو دیے تھے، آپ کے پاس ہیں؟ تاجر نے جواب دیا: ہاں! یہ لیں، مسافر نے وہ دینار لیے اور دور پھینک دیے، مسافر نے جواب دیا: وہ کھوٹے تھے، میں غیر مسلم ہوں، لیکن آپ کی سچائی اور دیانت داری دیکھ کر میرے ضمیر نے مجھے اجازت نہ دی کہ میں آپ کے ساتھ دھوکا اور فریب کروں جب کہ آپ نے صرف کپڑے کا نقص بتانے کے لیے اتنی مشقت اٹھائی، اس عظیم تاجر کا نام خریفؒ تھا۔

☆☆☆☆☆☆

تسلیم ورضا

# قناعت اور اس کے ثمرات

تحریر: حمدی شلبی

قناعت سچے مسلمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، مومن اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیے ہوئے رزق پر راضی ہوتا ہے اور اس حقیقت کو اچھی طرح جانتا ہے کہ تھوڑی چیز جو (ضروریات کے لیے) کافی ہو، بہتر ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کردینے والی ہو، یہ ان کامیاب لوگوں کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی طرف ہدایت دی اور اپنی طرف سے ایسا رزق عطا کیا جو ان کی ضروریات کے لیے کافی ہے اور غفلت میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو کچھ دیا اس پر وہ راضی ہوگئے۔

حضرت فضالہ بن عبیداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "یقیناً کامیاب ہوگیا وہ شخص جسے اسلام کی طرف ہدایت دی گئی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دیا اس پر وہ راضی ہوگیا"۔

## قناعت

قناعت کے معنی ہیں اللہ کی تقسیم پر راضی ہونا۔

## اسوۂ رسول ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے دعا کیا کرتے تھے کہ وہ انھیں قناعت کی دولت عطا فرمائے اور آپؐ ہمیشہ اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی رہتے تھے، آپؐ نے اپنے صحابہؓ میں بھی یہی عادت پروان چڑھائی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان نو کھجوریں تقسیم کیں، چونکہ ہم نو افراد تھے، اس لئے آپؐ نے ہر ایک کو ایک ایک کھجور دے دی۔

کھجور جیسی معمولی چیز جس کی طرف کسی کو رغبت نہ تھی؛ لیکن صحابہ کرامؓ نے اسی پر قناعت کی اور خوشی خوشی اسے قبول کرلیا، ان کی عادت ہی یہ تھی کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جو کچھ انھیں ملتا تھا، اس پر وہ راضی ہوجاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کہتا ہے اے ابن آدمؑ! تیرے پاس اتنا کچھ ہے جو تیرے لیے کافی ہے؛ لیکن تو وہ کچھ طلب کرتا ہے جو تجھے سرکشی میں مبتلا کردے، اے ابن آدمؑ! تو تھوڑی چیز پر قناعت نہیں کرتا اور زیادہ سے تیرا پیٹ نہیں بھرتا"۔

حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی خطرات سے محفوظ ہو، اس کا جسم صحیح سلامت ہو، اسے کسی قسم کی کوئی بیماری لاحق نہ ہو، بلاخوف وخطر پرامن زندگی بسر کررہا ہو اور اس کے پاس روزمرہ ضروریات کی اشیاء موجود ہوں تو اسے اور کیا چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے قناعت کی دعا کیا کرتے تھے، انھوں نے صحابہ کرامؓ اور ہمیں بھی یہی تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے رب سے قناعت طلب کیا کریں۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

"اللّٰھم قنّعنی بمارزقتنی وبارك لی فیه واخلف علیّ کل غائبة لی بخیر" (اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور اس میں میرے لیے برکت پیدا کر اور میری وہ تمام چیزیں جو میری آنکھوں سے اوجھل ہیں ان کی حفاظت فرما)۔

نبی کریم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور درخوست کی اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی مفید دعا سکھایئے، آپؐ نے فرمایا کہ یوں دعا کرو:

"اللھم اغفرلی ذنبی ووسع فی خلقی وبارك لی فی کسبی وقنّعنی بمارزقتنی" (اے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے اخلاق میں وسعت پیدا کر، میری کمائی میں برکت عطا کر اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر قناعت نصیب فرما)۔

## قناعت کے حصول میں معاون اسباب

آدمی کے دل میں یہ بات اچھی طرح رچ بس جائے کہ وہ اس دنیا میں مہمان ہے، بہت جلد وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا، جیسا کہ نبی کریمؐ فرمایا کرتے تھے بے شک میں بشر ہوں، بہت جلد میرے پاس اللہ کا پیغام آئے گا اور میں اس کا جواب دوں گا۔

جب ہمیں یہ پختہ یقین ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے در حقیقت وہی خیر وبھلائی ہے تو دنیا کی زندگی کی حیثیت ایک مہمان خانے سے زیادہ نہیں رہے گی اور مہمان کو مہمان خانے میں موجود اشیا سے کوئی خاص دل چسپی نہیں ہوتی، وہ محض اپنی ضروریات پوری کرنے کی حد تک بڑے قرینے اور قناعت سے ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے اور اپنی منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے، دنیا کی زندگی کے بارے میں انسان کا یہ پختہ یقین قناعت کے حصول میں اسے مدد دیتا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا شمار کبار صحابہؓ میں ہوتا ہے، ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ان کے بارے میں نبی مہرباںؐ نے فرمایا: "سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے"۔ آپؓ خلفائے راشدینؓ کے دور میں اور ان کے بعد کے ادوار میں مختلف اہم حکومتی مناصب پر فائز رہے۔

جب آپؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے رونا شروع کردیا، پوچھا گیا، اے ابو عبداللہ! روتے کیوں ہو؟ آپؓ نے جواب دیا مجھے خدشہ ہے کہ ہم نے نبی کریمؐ کی اس وصیت کی حفاظت نہیں کہ تمھیں مسافر کے زادراہ کی مانند دنیا سے اپنا حصہ وصول کرنا چاہیے جو صرف اپنی انتہائی ضرورت کی چیزیں ہی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔

جب حضرت سلمان فارسیؓ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور لوگوں نے ان کے ترکے میں موجود اشیاء کا جائزہ لیا تو ان کی قیمت ۳۰ درہم بھی نہیں بنتی تھی، اس کے باوجود آپؓ نبی کریمؐ کی وصیت پر عمل درآمد ہونے سے ڈرتے تھے، یہ مثال ہمیں عملی نمونہ فراہم کرتی ہے کہ کس طرح نبی اکرمؐ نے اپنے صحابہؓ کی تربیت کی تھی۔

انسان کے ذہن میں یہ تصور پختہ ہوجائے کہ اس مال کو جمع کرنے کا کیا فائدہ جس سے وہ خود مستفید نہ ہوسکے۔

ایک عقل مند آدمی جب غور وفکر کرتا ہے تو اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہے کہ ضروریات سے زائد ایسا مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے، جسے نہ میں کھا سکتا ہوں، نہ پی سکتا ہوں، نہ اس سے لطف اندوز ہوسکتا ہوں اور نہ اسے کسی مفید کام میں خرچ کرسکتا ہوں؟

ہمارے پیارے نبی نے فرمایا: "جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں اطراف پر دو فرشتے کھڑے ہوکر منادی کرتے ہیں اور ان کی آواز کو جن وانس کے سوا زمین میں موجود تمام اشیاء سنتی ہیں، وہ کہتے ہیں: اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ تھوڑی چیز جو (ضروریات کے لیے) کافی ہو، بہتر ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کردینے والی ہو۔

اے ابن آدمؑ! تیرا (مال) تو صرف وہی ہے جسے تو نے کھایا اور ختم کردیا، یا پہن کر بوسیدہ کردیا یا خرچ (صدقہ) کرکے آگے بھیج دیا، اس کے علاوہ جو مال بھی ہے اسے اکٹھا کرنے میں تم تھک جاتے ہو اور اس کے خرچ نہ کرنے پر تمہارا محاسبہ کیا جائے گا"۔

دل کو قناعت سے سرشار کرنے والی بات یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ اس مال کو جمع کرنا جس میں کوئی اور نفع نہیں ہے، بے فائدہ تھکاوٹ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیز پر راضی اور قانع ہو۔

## قناعت کے فوائد

قناعت کے عظیم الشان فوائد یہ ہیں:

۱۔ قناعت کرنے والا شخص سب سے زیادہ غنی ہوتا ہے، اس لیے کہ نبی کریمؐ کی حدیث کے مطابق غنی وہ نہیں ہوتا جس کے پاس زیادہ مال ودولت ہو، بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو، وہ غیر اللہ سے حاجت روائی کی امید نہیں رکھتا، لوگوں سے اور ان کے مال سے مستغنی ہوتا ہے، یہ حقیقی غنی ہوتا ہے، پس قناعت کرنے والا شخص سب سے بڑا غنی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ان میں سے سب سے زیادہ میرا ذکر کرتا ہے۔ آپؑ نے پوچھا: تیرے بندوں میں سے سب سے زیادہ غنی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے عطا کردہ مال پر ان میں سے سب سے زیادہ قناعت کرنے والا۔ آپؑ نے پوچھا: ان میں سے سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: جس نے اپنے نفس کو (بری خواہشوں سے) بچالیا۔

۲۔ قناعت پسند آدمی مال ودولت والوں، جاہ وحشمت والوں اور بادشاہوں کے سامنے ذلیل بن کر کھڑا ہونے سے مستغنی ہوتا ہے، یہ ہے وہ عزت نفس جو قناعت کرنے والوں کو قناعت کے نتیجے میں ملتی ہے۔

بنی امیہ کے ایک بادشاہ نے ایک عابد وزاہد انسان ابی حاتم کو خط لکھا کہ وہ اپنی ضروریات کے بارے میں اسے آگاہ کریں، ابی حاتم نے اس خط کا جواب یوں دیا:

حمد وثنا کے بعد، آپ کا خط مجھے ملا جس میں آپ نے میری ضروریات جاننے اور انھیں پورا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے، یہ بہت بعید ہے، میں نے اپنی ضروریات اپنے پیارے رب کے سامنے پیش کردی ہے، ان میں سے جو اس نے مجھے عطا کردیں میں نے انھیں قبول کرلیا اور جو نہیں عطا کیں ان سے میں نے قناعت کرلی۔ یہ ہے صالحین کا عمل۔

۳۔ انسان کو آزادی نصیب ہوتی ہے۔

آدمی جب قناعت کرتا ہے تو اسے آزادی ملتی ہے، جب حرص وطمع میں پڑ جاتا ہے تو غلام

بن جاتا ہے، درہم و دینار کا غلام، لباس کا غلام، جو چیز بھی اسے اچھی لگے اس کا غلام، جو چیزیں اسے دی گئی ہیں ان کا بھی غلام اور جو نہیں دی گئی ہیں ان کا بھی غلام۔

جب آدمی ان تمام غلامیوں سے نجات حاصل کرلیتا ہے تو اسے قناعت کی دولت نصیب ہوتی ہے اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کا غلام نہیں رہتا۔

### قناعت کا غلط تصور

آخر میں میں قناعت کے ان غلط معانی کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں جو بعض لوگ مراد لیتے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ قناعت حالات وواقعات پر راضی ہونے، ان کو نہ بدلنے اور بہتر بنانے کی کوشش نہ کرنے کا نام ہے جو کچھ ہو رہا ہے ہوتا رہے، انھیں اس سے کوئی غرض نہیں، کیونکہ ان کے خیال میں قناعت اسی کا نام ہے، یہ غلط فہمی کی انتہا ہے، درحقیقت قناعت حالات وواقعات پر راضی ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایات اور اس کی تقدیر پر راضی ہونے کا نام ہے، جہاں تک برے حالات وواقعات کا تعلق ہے تو قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انھیں بدلنے کی کوشش کی جائے۔

قناعت یہ نہیں ہے کہ تو منکر کو دیکھے اور خاموش رہے اور تیرا خیال یہ ہو کہ مجھے تو ہر حال میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا ہے۔

قناعت یہ نہیں ہے کہ تو معروف کو دیکھے اور اس میں سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے اور تو اس زعم باطل میں مبتلا رہے کہ میں تو قانع ہوں۔

قناعت یہ نہیں ہے کہ تیرے لیے حلال رزق کا دروازہ کھولا جائے اور تو اسے لینے کی بجائے اس خیال سے ہاتھ باندھ کر بیٹھا رہے کہ یہ قناعت ہے۔

مال جمع کرنا تیرے لیے ضروری نہیں ہے؛ لیکن مال کمانے کی کوشش کرنا اس لیے ضروری ہے کہ تو اللہ کے عطا کردہ مال سے فقراء ومساکین کی مدد کرے اور دین خداوندی کی دعوت عام کرنے اور اسے سربلند کرنے کے لیے اسے خرچ کرے۔

باطل پر مطلقاً راضی ہوجانا اور نامساعد حالات پر آنکھیں موندھ کر اور ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھ رہنا قناعت نہیں ہے، قناعت کے معنی یہ ہوئے کہ تو اللہ کی عطا کردہ چیزوں پر راضی ہوجائے اور اس کی عنایات پر ناگوری کا اظہار نہ کرے، رزق کمانے کی کوشش کرے، برائیوں کی اصلاح اور نیکیوں کو پھیلانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کرے اور اس میں کوتاہی نہ کرے۔

(ترجمہ: طارق محمود زبیری)

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید ودیدہ زیب طباعت

☆ انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

حضرت مولاناؒ کی وہ شہرۂ آفاق اور انقلاب انگیز کتاب جس کی اردو، انگریزی، ترکی، فارسی اور فرانسیسی تراجم کے علاوہ عربی کے متعدد ایڈیشن قاہرہ، بیروت، کویت اور قطر ودمشق سے شائع ہوچکے ہیں، یہ اردو کا ۲۲واں ایڈیشن (کمپوز شدہ) شائع ہونے جارہا ہے۔

صفحات: ۳۶۰ قیمت: ۲۰۰

☆ مقالات سیرت

سنجیدہ اور شگفتہ انداز میں سیرت محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مختلف پہلوؤں کا خلاصہ وعطر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے مقدمہ کے ساتھ

از ڈاکٹر محمد آصف قدوائی مرحوم

صفحات: ۲۲۸ قیمت: ۱۱۰

نوٹ: طلباء کے لیے خصوصی رعایت

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹، ندوۃ العلماء کیمپس، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

Ph No.: 0522-2741539 - Mob No.: 9889378176

Email.airpnadwa@gmail.com





توبہ وندامت

# آنسو کے قطرے

محمد نصر اللہ ندوی

انسانی زندگی غم اور خوشی دونوں کا مجموعہ ہے، زندگی میں مسرت آگیں لمحات بھی آتے ہیں اور روح فرساں واقعات بھی، کبھی فرحت بخش احساس بھی ہوتا ہے اور کبھی غم آفریں خیال بھی، کبھی جشن ہائے مسرت کی بزم آراستہ کی جاتی ہے تو کبھی آہ فغاں کی محفل بھی، زندگی کے سفر میں چمن زاروں اور مرغزاروں کے دل فریب مناظر بھی آتے ہیں اور پرخار وادیاں بھی۔

الغرض انسان کو اس دنیا میں مختلف حالات اور متنوع مسائل سے گذرنا پڑتا ہے، یہ دستور فطرت ہے اور قانون خداوندی بھی جس سے کسی بندے کو مفر نہیں، اس قانون کا اطلاق شاہ پر بھی ہوتا ہے اور گدا پر بھی، اس کے ضمن میں حاکم وقت بھی آتا ہے اور محکوم بھی، سربراہ مملکت بھی اور رعایا بھی، رئیس وقت بھی اور فقیر بے نوا بھی، گردش لیل ونہار اور تماشائے شب وروز ہر لمحہ اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کرتے رہتے ہیں اور تجربات ومشاہدات اس صداقت پر ثبوت بہم پہونچاتے ہیں۔

انسان فطرتاً حساس اور عجلت پسند واقع ہوا ہے، خوشی کے مواقع پر وہ کھل کر اپنے احساسات کا اظہار کرتا ہے، کبھی وہ سرور ومستی کی محفل بھی سجاتا ہے اور اپنی خوشی میں دوسروں کو بھی شریک بزم کرتا ہے، اسی طرح وہ غم کے مواقع پر بھی اپنے اوپر قابو کھودیتا ہے اور دل میں اٹھنے والے والے رنج والم کے طوفان کو اشکوں کے ذریعہ باہر نکالنے لگتا ہے، اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوجاتا ہے۔

آنکھوں کا نم ہونا بظاہر کسی مصیبت میں مبتلا ہونے اور حزن وملال کی کیفیت سے دوچار ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں آنسوؤں کے یہ قطرے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں ہیں، جن کے ذریعہ انسان کے گناہ دھلتے ہیں، خطاؤں سے در گذر کیا جاتا ہے، درجات میں ترقی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنسوؤں کی بڑی قدر وقیمت ہے، ان کے ذریعہ بندہ کو ایسی بلندی نصیب ہوتی ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب بندے کے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں اور اس کے پاس عمل کا اتنا ذخیرہ نہیں ہوتا ہے، جس سے ان گناہوں کا کفارہ کیا جاسکے تو اللہ تعالیٰ اس کو حزن وغم میں مبتلا کردیتا ہے۔ [مسند احمد]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کسی بندے کا مقام طے کردیا جاتا ہے اور بندہ اس پوزیشن میں نہیں ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل کے ذریعہ وہاں تک پہونچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو جان، مال یا اولاد کے سلسلہ میں مبتلائے غم کرتا ہے تاکہ وہ اس مرتبہ کا مستحق بن جائے (جو اس کے لیے پہلے سے طے شدہ ہے) [بحوالہ مسند احمد]

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دو قطرے بڑے قیمتی ہیں: ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خوف خدا سے نکلے، دوسرا خون کا وہ قطرہ جو راہ حق میں جہاد کرتے ہوئے نکلے۔ اسی طرح وہ آنکھ جو اللہ کی یاد میں آنسو بہاتی ہے، اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔ [کنز العمال]

ایک بندہ شب کے آخری حصہ میں اٹھ کر جب پوری دنیا نیند کے آغوش میں ہوتی ہے، اپنے رب کے حضور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرتا ہے، اور اپنی سیہ کاریوں پر دل کی گہرائیوں سے اظہار ندامت کرتا ہے، تو اس کے دریائے رحمت میں جوش آجاتا ہے، چنانچہ وہ اپنے بندے کے ساتھ نہ صرف یہ کہ عفوو درگذر کا معاملہ کرتا ہے، بلکہ اس کو اپنی ستاری کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے اور اس پر اپنے فضل وکرم کی بارش کردیتا ہے، یہ نعمت انسان کو صرف آنسوؤں کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

ان اخروی اور روحانی نعمتوں کے علاوہ جسمانی اور نفسیاتی اعتبار سے بھی آنسو کے بڑے فائدے ہیں، یہی وہ آنسو ہیں جن کے ذریعہ غموں کا پہاڑ پگھل کر آنکھوں سے نکل جاتا ہے، اور انسان کا دل ہلکا ہوجاتا ہے، اس کے اندر کا بوجھ باہر آجاتا ہے، اور وہ حزن وملال کی کیفیت سے آزاد ہوجاتا ہے، اگر یہ قطرے باہر نہ آئیں، تو انسان نفسیاتی مریض بن جاتا ہے، اور ہر وقت پژمردہ وافسردہ رہنے لگتا ہے نیز اندر ہی اندر اس کا جسم گھلتا رہتا ہے، پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کا وجود زندہ لاش بن کر رہ جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات اندر ہی کڑھتے کڑھتے نہایت خاموشی کے ساتھ موت کے آغوش میں چلا جاتا ہے، اور پیوند خاک بن جاتا ہے، اس کی خبر کسی کو ہوتی ہے اور کسی کو نہیں ع

خاک ہوجائیں گے تجھ کو خبر ہونے تک

آنسوؤں کے اندر اللہ تعالیٰ نے بلا کی تاثیر

رکھی ہے، یہ ایسی چیز ہے، جو پتھر سے پتھر دل انسان کو بھی موم بنادیتی ہے، کوئی کتنا ہی بڑا مجرم کیوں نہ ہو، لیکن جب وہ احساس ندامت کے ساتھ آنسوؤں کی جھڑی کے درمیان اعتراف جرم کرتا ہے، اور اپنی کوتاہیوں پر معافی کا خواست گار ہوتا ہے، تو مخاطب کے جذبات میں تلاطم پیدا ہوجاتا ہے اور اس کے اوپر رقت طاری ہوجاتی ہے، چنانچہ نہ صرف یہ کہ وہ مجرم کو معاف کردیتا ہے، بلکہ بسا اوقات اس کے ساتھ نوازش وکرم کا بھی معاملہ کرتا ہے۔

مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اشکوں کی دولت سے مالا مال ہیں، مبارک ہیں وہ دل جو رقت آمیزی کے جذبے سے سرشار ہیں، قابل رشک ہیں وہ لوگ جو آہ سحرگاہی اور نالہ نیم شبی کی توفیق سے سرفراز ہیں، خوش نصیب ہیں وہ اولاد جن کے لیے والدین پرنم آنکھوں سے دعائیں کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی جن کبھی کسی بندۂ مومن سے کسی غلطی کا صدور ہو تو اسے فوراً اپنے رب کریم، رؤف ورحیم کے سامنے توبہ واستغفار کرنا چاہیے کہ اس سے خالق کائنات خوش ہوتا اور معاف کردیتا ہے۔ ہمارے معاشرہ میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جن کو زندگی بھر آنسو کا ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوتا اور ان کے اندر کبھی اپنے کیے پر ندامت اور معافی کا احساس نہیں ہوتا، اور نہ ہی اس سلسلہ میں کبھی دل میں خیال لاتے ہیں، کس قدر ڈرنے اور خدا کی گرفت سے لرزاں وترساں رہنے کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے توبہ کرنے اور اپنے رب کے حضور آنسوؤں کا پرخلوص نذرانہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اس کی توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔

☆☆☆☆☆

# میاں بیوی رفیق بنیں، فریق نہیں

دنیائے انسانیت کی بقا اور نسل انسانی کا وجود مرد وعورت کی باہمی ارتباط وتعلق سے ہے، یہ تعلق جس قدر گہرا اور محبت والفت سے لبریز ہوگا، اسی قدر اس کا نتیجہ بھی بہتر اور نفع بخش ہوگا، انسان کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ جب اسے کسی چیز سے محبت اور انس ہوتا ہے تو اس کے دیکھنے اور اس کے پاس رہنے سے راحت اور سکون محسوس کرتا ہے اور جس چیز سے طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے اس سے اس کو گھٹن اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے، چونکہ اللہ رب العزت کو دنیا کا نظام اور نسل انسانی کا وجود قیامت تک باقی رکھنا مقصود ہے، اس لیے مرد کے اندر عورت کی طرف رغبت وخواہش اور عورت کے اندر مرد کی طرف طبعی میلان ودیعت فرمادیا ہے، چنانچہ انسانی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے جب مرد عورت دونوں ایک دوسرے کے سخت محتاج ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضرورت بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں اس ضرورت کو نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمایا ہے، اگر ہم صرف اس پر غور کریں اور اس کے مطالبات کو پورا کرنے کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ ہماری ازدواجی زندگی اتنی ہی خوش گوار اور اطمینان بخش ہوگی جو ہمارا مطلوب ومقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتا ہے: ”وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو“۔ یہاں اللہ رب العزت نے ایک دوسرے کی احتیاج اور ضرورت کو لباس سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح انسان کو ہر موسم میں کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس سے زیب وزینت اختیار کرتا ہے، اسی طرح مرد وعورت کو ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے، اور کوئی بھی ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہوسکتا، اس لیے چاہئے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضرورت بن کر زندگی گزاریں نہ کہ ایک دوسرے سے بے نیاز ہوکر۔

قرآن کریم کی اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح لباس انسان کے جسم سے جدا نہیں ہوتا اور پوری زندگی اس کو لباس کی احتیاج ہوتی ہے، اسی طرح ایک عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ اور شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم رکھنا چاہیے، اس انداز فکر سے ایک دوسرے کی کمی کو نظر انداز کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اس لیے کہ محبت کی آنکھیں عیب کو چھپاتی ہیں اور چشم پوشی کرتی ہیں، جب کہ نفرت وعداوت کی آنکھیں برائیوں کو تلاش کرتی ہیں اور اس کو ظاہر کرتی ہیں، لہٰذا فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے زوجین کے دل میں ایک دوسرے سے محبت اور جذبہ رحمت پیدا فرمادیا تا کہ ان کی زندگی خوش گوار ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مرد کو خواہ مخواہ عورت کی عیب جوئی اور ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے، اگر اس کی کوئی عادت بری ہے جو اسے ناپسند ہے تو دوسری عادت اور خصلت اچھی بھی ہوگی جو اسے خوش کردے گی“۔ [مسلم]

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، اگر تم اسے سیدھی کرنا چاہوگے تو اسے توڑ ڈالوگے، لہٰذا اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تو اچھی زندگی گزرے گی“۔ [ابن حبان]

معلوم ہوا کہ عورت کے ساتھ رفاقت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی کمزوریوں کو نظر انداز کیا جائے، اس کو زیادہ سخت سست نہ کہا جائے اور اس کے ساتھ خوش گوار زندگی گزارنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، اگر اس نیت اور ارادہ سے اس کے ساتھ معاملہ کریں گے تو ان شاء اللہ ازدواجی زندگی ہمیشہ خوش گوار ہوگی۔

قرآن کی اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جس طرح لباس انسان کے ظاہری عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے، مرد وعورت بھی ایک دوسرے کے لیے لباس کے مانند ہیں، ان میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی پردہ پوشی کریں۔

اگر ایک طرف اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو تاکید کی ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور ان کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئیں تو اس کے ساتھ عورتوں کے لئے بھی کچھ فرائض مقرر فرمائے ہیں۔

☆☆☆☆☆





خبر ونظر

# عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

## سعودی دارالحکومت ریاض میں ایک ہزار افراد کا قبول اسلام

آج دنیا میں کسی جگہ بھی حق اور دین صحیح کے متلاشی انسانوں کو اسلام عملی شکل میں دکھائی دیتا ہے، تو وہ اس کی طرف کھنچے بغیر نہیں رہتے، اس لیے کہ آج دنیا کے انسانوں کو کتابوں کے مطالعہ کرنے اور اسلام کو ان کتابوں میں تلاش کرنے کا وقت نہیں رہا، وہ تو صرف اسلام کو مسلمانوں کے اعمال واخلاق اور معاملات وسلوک میں دیکھنا چاہتے ہیں، اس لیے جہاں کہیں ان کو اسلامی معاشرہ کی صاف وشفاف تصویر نظر آتی ہے وہ اسی کے ہوکر رہ جاتے ہیں، سعودی دارالحکومت ریاض میں قائم دفتر دعوت وارشاد میں ہر ماہ سینکڑوں کی تعداد میں دوسرے ممالک سے یہاں کسی نہ کسی پیشہ سے متعلق افراد اسلامی تعلیمات اور محاسن کا از خود مطالعہ کرکے اسلام کی پناہ میں آتے ہیں، سال رواں کے پچھلے تین ماہ کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

سعودی عرب کے شہر ریاض کے علاقے ”حی الروضہ“ میں قائم دفتر برائے دعوت وارشاد کی دعوتی کوششوں کی بدولت گزشتہ بیس سال میں اللہ رب العزت کی توفیق سے سعودی عرب میں ملازمت کی غرض سے مقیم ۲۲۶۳۰ غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کردیا، اس مکتب کی دعوتی وتبلیغی کوششوں میں روز بروز اضافہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ رواں سال کے ابتدائی تین ماہ میں اس مکتب کی کوششوں سے ۱۰۷۸/ افراد مسلمان ہوچکے ہیں۔

اس حوالہ سے آفس کے ڈائریکٹر شیخ صالح بن عبداللہ نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ غیر مسلموں کا اس کثیر تعداد میں دائرۂ اسلام میں داخل ہونا محض اللہ رب العزت کے فضل اور اس کی توفیق سے ہے، اس مکتب کی زیر نگرانی دعوتی اور تبلیغی کام کرنے والے علمائے کرام اور داعی حضرات کی ذمہ داری میں اس طور پر اضافہ ہوجاتا ہے کہ اب وہ اسلام قبول کرنے والے ان بہن بھائیوں کی دینی، علمی اور اسلامی رہنمائی کرتے رہیں، انہیں صحیح عقیدہ پر کاربند رکھیں، انہوں نے بتایا کہ دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں آفس کی جانب سے ۵۴۹۰۰۰ دعوتی مواد پر مشتمل سی ڈیز اور کتابچے دنیا کی مختلف زبانوں میں تقسیم کیے جاچکے ہیں، لیکچرز، دروس اور انٹرنیٹ کے ذریعہ بھی ہم اسلام کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں اور اس کی طرف لوگ راغب ہوتے ہیں، ان کی غیر معمولی دلچسپی اور شوق ورغبت سے ہمیں بے پناہ حوصلہ ملتا ہے اور ہم مکمل یکسوئی، انہماک اور دعوتی جذبے سے سرشار ہوکر اپنے کام میں لگ جاتے ہیں۔

یہ کوششیں آج ہر جگہ کی جاسکتی ہیں، اور جدید ذرائع ووسائل کا استعمال کرکے لوگوں کی رہنمائی کا سامان مہیا کیا جاسکتا ہے، اگر اس طرف ہر علاقہ اور ہر شہر میں توجہ کی گئی تو غیر مسلموں کے ذہنوں میں اسلام کے تعلق سے جو بہت ساری غلط فہمیاں بیٹھی ہوئی ہیں، وہ صاف ہوجائیں گی اور وہ اسلام اور پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلاب انگیز پیغام سے بخوبی واقف ہوجائیں گے، اور ان کے دلوں سے ان شاء اللہ وہ خباثتیں نکل جائیں گی جن کا اظہار وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

## اسلامی نظام معاشرہ کی جیت اور حجاب کے استعمال کی اجازت

دین اسلام نے عورتوں کی عصمت وحفاظت اور غیروں کی ہوسناک نگاہوں سے ان کے تحفظ کے لیے نہایت سخت اور ٹھوس قدم اٹھائے ہیں، اس لیے کہ جب عورتوں پر غیر مردوں کی نظر ہی نہیں پڑے گی تو فحش کاری کے اسباب اور دروازے یہیں سے بند ہوجائیں گے، اس کے لیے پردہ اور حجاب کو لازم قرار دیا، اور اس کی وجہ سے عورتوں کی عزت وآبرو محفوظ ہوگئی، اور صاف صاف حکم دیا اور حدود متعین کردیے کہ کن کے سامنے جسم کے کتنے اعضاء کھلے رہ سکتے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ نے جو حکمت پوشیدہ رکھی ہے اس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو عورتوں کے حقوق اور اس کے مقام ومرتبہ سے واقف ہو، لیکن جنہوں نے ان کو صرف سامان لہو ولعب اور تسلی ودلبستگی سمجھ رکھا ہے، ان خسیس طبیعتوں کی نظروں میں یہ حجاب ایک بوجھ اور عورتوں کی حق تلفی ہے۔

ایسے افراد ہر زمانہ میں پائے جاتے رہے ہیں اور آج بھی بکثرت پائے جاتے ہیں، نائن الیون کے بعد بعض ممالک کھل کر اسلام دشمنی میں طرح طرح کے قوانین جاری کرنے لگے اور وہاں مقیم باشندوں پر قسم قسم کی پابندیاں عائد کرنے لگے، اور اب تک جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا تھا اس کا اظہار وہ ڈھکے چھپے کررہے تھے، اب کھل کر اسلام اور اسلامی شعائر وتعلیمات کو نشانہ بنانے لگے، اور اہل اسلام کو تکلیفیں پہنچانے کے لیے مختلف حربے اور طریقے استعمال کرنے لگے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیر نشانے پر کیا لگتا پلٹ کر ان ہی کو آلگا اور اپنے ہاتھوں وہ خود زخمی ہوگئے، اور اسلام کی فطرت میں اللہ رب العزت نے مغلوب ہونا نہیں بلکہ غالب رہنا لکھا ہے، یہ اور بات ہے کہ بعض اوقات کوتاہ نظروں کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اب اسلام کا سورج کسی آن غروب ہوا ہی چاہتا ہے، لیکن ان کو نہیں

معلوم کہ خالق کائنات خود اس کا محافظ ہے یہ اپنے منہ کی پھونکوں سے کیا اس کا چراغ بجھا پائیں گے، حاصل یہ نکلا کہ یہ جس قدر اس کو دبانے کی کوشش کرتے رہے اسلام اسی قدر ابھرتا اور پھلتا پھولتا رہا، اور اس نے پوری کائنات کو اپنی ضیاء پاش کرنوں سے منور و تاباں کردیا۔

اسلام دشمن ممالک نے اسلامی تعلیمات میں حجاب کو سب سے زیادہ نشانہ بنایا، اور اس کو عورتوں کی حق تلفی اور آزادی سلب کرنے والا مذہب کہا، اس پر بات کرنے اور کچھ لکھنے کا یہ محل نہیں ہے، پہلے تو حجاب پر مطلق پابندی عائد کی گئی، اس کے بعد عوامی مقامات پر اس کے استعمال کو ممنوع قرار دیا گیا اور جواز یہ پیش کیا گیا کہ اس سے عورت کے اندر ایک امتیازی صفت نمایاں ہوتی ہے اور اس کے جسمانی حسن کو چھپایا جاتا ہے، لیکن جب مسلم عورتوں نے عدالتوں میں اپنی آزادی سلب کرنے اور حفاظت کے ذرائع پر پابندی عائد کرنے کا مقدمہ دائر کیا اور انہیں کامیابی ملی اور فریق مخالف پر جرمانہ بھی عائد کیا گیا، اس سلسلہ میں امریکی معاشرہ کا ایک واقعہ ہے کہ:

امریکی ریاست کیلیفورنیا کی اورنج کاؤنٹی کی عدالت نے ایک باپردہ امریکی مسلمان خاتون کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے کاؤنٹی کے حکومتی ذمہ داران کو حکم دیا ہے کہ وہ اس مسلمان خاتون کو عدالت کے احاطے میں زبردستی حجاب نکالنے کا حکم دیتے ہوئے اس کو ہراساں کرنے اور ذہنی طور پر اس کو پریشان کرنے کے جرم میں ۸۵ ہزار ڈالر بطور ہرجانہ ادا کرے۔

عدالت نے عدالتی احاطے میں اسلامی حجاب لینے سے منع کرنے کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے گزشتہ ۶ سال سے جاری حجاب کے مسئلے پر قانونی کش مکش کو حل کردیا، اس فیصلے کو سن کر کیس سے متعلقہ خاتون سمیر خطیب نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ہے کہ میں ایسے ملک میں آباد ہوں، جہاں دین پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے، انہوں نے کہا کہ امریکی عوام کی اکثریت اسلام کی صحیح تعلیمات سے یکسر ناواقف ہے۔

اس فیصلے کے معاً بعد میامی میں آباد مسلمانوں نے عام امریکی تک اسلام کی دعوت کو پہونچانے کی تحریک کا آغاز کردیا ہے، مختلف شاہراہوں، فٹ پاتھ، پبلک مقامات پر بذریعہ انفرادی ملاقات، بیان اور کتابچوں کے ذریعہ، دین کا تعارف کرانے والوں کا کہنا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے آبائی دین سے منحرف کرنا نہیں چاہتے بلکہ اسلام کی صحیح تعلیمات ان تک پہنچا کر توحید کی بنیاد پر ایسا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں جس کی صورت گری حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ دین اسلام نے جس حکمت و مصلحت کے پیش نظر عورتوں کے لیے ستر پوشی کے حدود متعین کیے ہیں اور گھر سے باہر نکلنے کے لیے جو شرائط طے کردیے ہیں، ان ہی میں ان کی عصمت و آبرو کی حفاظت ہے، آج دنیا میں روزانہ عورتوں کے تعلق سے کس قدر گھناؤنے واقعات پیش آرہے ہیں، اور یہ سب وہاں ہوتے ہیں جہاں عورتوں کے لباس پر کوئی پابندی نہیں اور ان ہی عورتوں کے ساتھ یہ واقعات پیش آتے ہیں جن کو اپنی حفاظت سے زیادہ جسمانی حسن کے اظہار کا شوق ہوتا ہے۔

کاش! دنیا اب بھی ہوش کے ناخن لیتی اور ایک بار تجربہ کے نام پر ہی سہی، اسلامی احکام وحدود کو اپنے معاشروں میں نافذ کرکے دیکھتی کہ اس سے کس قدر امن وامان اور معاشرے میں چین و سکون کو دور دورہ ہوتا ہے۔

**ایک ماہ میں تین سو بے گناہ فلسطینی صہیونی جیل میں بند**

بے گناہ اور معصوم فلسطینیوں پر ظالم صہیونیوں کی طرف سے تعذیب وظلم کا سلسلہ جاری ہے، بے سند اور بے دلیل جرائم تھوپ کر ان کو جیل میں بند کردیا جاتا ہے جن میں مرد و عورت، بچے بوڑھے اور عالم وعامی کسی کی رعایت نہیں ہوتی، ابھی حال ہی میں ایک ماہ کے اندر تین سو بے گناہ فلسطینیوں کو جیل کی کوٹھریوں میں پہونچا دیا گیا، مشہور کویتی مجلہ "المجتمع" کی رپورٹ ملاحظہ کیجیے:

تنظیم حقوق انسانی نے یہ انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ صہیونی اقتدار نے سال رواں بھی حسب روایت اپنی سفاکی اور بربریت کو بے گناہ فلسطینیوں پر ان ہی کی سرزمین میں جاری رکھا ہے، اور طرح طرح سے ان کو پریشان کیا جارہا ہے۔

تنظیم نے کہا کہ یہ سارے صہیونی مظالم فلسطینی شہریوں کو قتل کرنے کے لیے لگے ہیں، اور ان کو پریشان کرکے اور مختلف قسم کی پابندیاں ان پر عائد کی جارہی ہیں، اور وہاں کی سرزمین کو وسعت دینے کی غرض سے فلسطینیوں کی زمینیں اور کھیتیاں ہضم کی جارہی ہیں، اور یہی نہیں بلکہ ان کی عمارتیں اور دکانیں بھی منہدم کی جارہی ہیں۔

تنظیم کے ترجمان شیخ احمد بیتاوی نے بتایا کہ ماہ فروری میں دو فلسطینی شہید کردیے گئے اور ۳۵۰ قید کر لیے گئے جن میں دسیوں بچے، عورتیں اور یہ قیدی ایک دوسرے کے رشتہ دار اور ان میں فلسطینیوں کی بیویاں بھی ہیں، اس کے علاوہ قابل ذکر یہ ہے کہ ۳۰ طلبہ بھی ہیں جو مختلف یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔

بیتاوی نے مزید کہا کہ قید کیے جانے والوں میں تین فلسطینی ممبران پارلیمنٹ (حاتم قفیشہ، محمد اسماعیل الطل اور احمد عطون) اور دو صحافی (سباعنہ، مصعب شاور) بھی ہیں، اول الذکر آرٹسٹ اور فوٹو گرافر ہیں جبکہ ثانی الذکر ریڈیو الخلیل میں قیدیوں کے متعلق پروگرام پیش کرتے ہیں۔

صہیونیوں کی طرف سے فلسطینی سرزمین پر ناجائز قبضہ کے تعلق سے بیتاوی نے کہا کہ ماہ رفتہ ۲۸۰ گھروں کی قرقی ہوئی جب کہ ۱۲ فلسطینی دکانیں بند کردی گئیں۔

☆☆☆☆☆





تعارف وتبصرہ

# رسید کتب

محمود حسن حسنی ندوی

☆ **نام کتاب: قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی سے متعلق کچھ اہم مباحث**

مصنف: مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

ناشر: ایفا پبلیکیشنز ایف/۱۶۱ جوگا بائی، جامعہ نگر، نئی دہلی

۲۴۸ صفحات کی یہ کتاب ۱۴۰ روپے کی ہے، اس میں مختلف فقہی مباحث پر معروف عالم دین مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء وصدر شعبہ تفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء نے بڑے فاضلانہ ومحققانہ طور پر کلام کیا ہے جیسے بینک سے تعاون، طلاق سکران، بیع کے بعض مسائل، جبری شادی، انقلاب ماہیت کا مسئلہ، رؤیت ہلال کا مسئلہ، مساجد اور زکوۃ وغیرہ اور یہ کہ اصول فقہ مقاصد شریعت سے کیا رشتہ ہے، ائمہ کے اختلاف شرعی نقطہ نظر سے کیا اصلیت رکھتے ہیں، مسلمانوں کے غیر مسلموں سے صلح ومعاہدہ کے اصول کیا ہیں؟ وغیرہ

قرآن وحدیث سے متعلق بھی چند مضامین ہیں، جنہیں فقہی موضوعات پر مقدم کیا گیا جیسے سبعۃ احرف کا مسئلہ، یہود ونصاریٰ کے درمیان دائمی عداوت کی قرآنی پیشین گوئی پر اشکال کا جواب وغیرہ اور بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس، ایک دعا اور ایک درود کے بارے میں تحقیق، اور قوم یہود اور پچاس نمازیں، اور ایک اہم مضمون تفسیر "تدبر قرآن" کا جائزہ بھی ہے، اس طرح نوع بہ نوع موضوعات پر جو سب کے سب دین وشریعت کے دائرے کے ہیں، یہ اہم مضامین گلدستہ مضامین کی شکل میں سامنے ہیں، اور جو اصول ونکات ان سے معلوم ہوتے ہیں، ان میں ایک طالب علم کے لیے جہاں رشد وہدایت کا بڑا سامان ہے، عام لوگوں کو بھی زندگی صحیح اصولوں پر گذارنے اور علم وتحقیق کے ساتھ عمل کرنے کی دعوت ہے، یہ نہیں کہ جو چیز جیسی آئی ویسی لے لی جائے، ہر موقع پر جذبات سے نہیں عقل وہوش سے کام لینا ضروری ہے، مشہور عالم وفقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے پیش لفظ کے ساتھ ان کے ادارے "المعہد العالی اسلامی" کے زیر اہتمام ایفا پبلیکیشنز نے اس مجموعہ مضامین علم وتحقیق کو شائع کرکے بڑا کام کیا ہے۔

☆ **نام کتاب: گلدستہ علم ونظر**

یہ کتاب بھی مولانا محمد برہان الدین سنبھلی کے مضامین کا مجموعہ ہے، جو معروف دار الاشاعت کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، سہارنپور نے طبع کرائی ہے، اس مجموعہ مضامین میں ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ حنفی میں ہر زمانہ کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ہے، اور مختلف مسائل میں مختلف مثالوں کے ساتھ اس کو اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے، اس کے ساتھ اسلام کے نظام عدل ومساوات، اسلامی فقہ کے تفصیلی تعارف اور انسانیت کو اس کی ضرورت، اسلام اور حقوق انسانی، حکمت نبویؐ میں طبقاتی کش مکش، مفتی اور قاضی کے مشترک اوصاف وغیرہ کا ذکر ہے۔

اسی طرح حدیث کے مباحث کو لیا ہے اور بعض احادیث مروجہ پر محققانہ نظر ڈالی ہے، وضع حدیث کے سلسلہ میں مؤرخانہ بصیرت کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے ہوئے لگتا ہے کہ ترغیب و ترہیب کے لیے بھی حدیث وضع کرنا حرام ہے، اور واضعین حدیث کو جن عبرتناک انجام سے گذرنا پڑا، ان کی بھی مثالیں دی ہیں، کچھ تاریخی موضوعات بھی ہیں جیسے منصب خلافت اور خلفائے راشدین، اس کے ذیل میں خلیفہ کی تعریف اور صفات کا ذکر کرکے خلفائے اربعہ یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق، سیدنا حضرت عمر فاروق، سیدنا حضرت عثمان غنی، سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین پر ان صفات کو منطبق کیا ہے، اور عقائد کو بھی لیا ہے اور ان حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرف منسوب غلط عقائد کی تردید کی ہے کہ یہ عقائد حضرت شاہ صاحبؒ کے نہیں تھے، یہ انتساب غلط ہے اور بتایا کہ شرک کی حقیقت حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک کیا ہے؟ اور شاہ صاحب کے زمانہ میں کچھ علاقوں اور پیشوں کے مسلمانوں کے عقائد بھی مشرکانہ تھے، اور حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف منسوب ایک بات کو کہیں سے درست نہیں، ایک عجیب وغریب کلام قرار دیتے ہوئے ماورائے عقل وفہم بتایا ہے، اور شاہ صاحبؒ کے مزاج وافتاد طبع سے بالکل دور قرار دیا ہے۔

یہ کتاب بھی مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے مقدمہ کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے، انہوں نے

اس گلدستہ علم ونظر کوخراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "یہ ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس میں برہان بھی ہے اور عرفان بھی"۔

صفحات ۲۹۶ ہیں اور قیمت ۱۱۰ روپے۔

☆ **نام کتاب: اہم شخصیات، جنھوں نے ہماری سوچ بدل دی!**

مؤلف: انیس چشتی (پونہ)

ناشر: اسلامک ونڈرس بیورو، ۲۸۳۳، کوچہ چیلان، نئی دہلی، انڈیا

کتاب ۹۶ صفحات کی ہے، قیمت نوے روپے ہے، کتاب کا انتساب معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی طرف کرتے ہوئے گویا انہیں بھی ان محسن شخصیات میں شامل کرایا ہے اور لکھا ہے کہ کسی اجنبی وادی میں محو سفر، عشق بلاخیز کے قافلہ سخت جان کے منتظر، اور علامہ اقبال کی اس رباعی کا ان کو مصداق قرار دیا ہے ؎

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
نرم دم گفتگو ، گرم دم جستجو
رزم یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

عہد اول کی شخصیات میں اسلام کے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دنیا کا اولین جمہوری حکمراں قرار دیتے ہیں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عالم انسانیت کے لیے خالق کی سوغات قرار دیتے ہیں، حضرت امیر خسرو کو قومی یکجہتی کا علم بردار کہتے ہیں، اورنگ زیبؒ کے مخالفین کو سر نہیں اٹھانے دیتے، حضرت قطب ویلوریؒ شخصیت کے اصلاحی وتجدیدی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں، ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے افکار کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہیں، مولانا آزاد کو ایک مخلص سیاستداں کہنے کے لیے صوفی سیاستداں کی تعبیر اختیار کرتے ہیں، عصری تناظر میں ٹیپو سلطان شہیدؒ کے طرز حکمرانی کو مثالی قرار دیتے ہیں، ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کی قومی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں، اور جو انہوں نے اپنے شیخ و مربی اور امام وقائد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے سنا جوان کے رفیق سفر بھی رہے تھے اور جو اعلیٰ انسانی اخلاق کے حامل واقعات سنے اور جو انہوں نے لکھا، ان کی روشنی میں ان کی عصری معنویت پر بھرپور مضمون سپرد قلم کیا ہے، اور پھر اپنے شیخ کو امام ابوالحسن علی ندویؒ اور تحریک پیام انسانیت کے حوالہ سے خراج تحسین کیا ہے۔

کتاب مؤثر، جامع اور کم الفاظ میں زیادہ مواد پیش کرنے والی ہے، اس میں وہ اپنے ممدوح آزادؒ کے نہیں، شبلیؒ سے مقلد اور متاثر نظر آتے ہیں کہ شبلیؒ کے یہاں ایجاز ہے اور آزاد کے یہاں اطناب۔

چشتی صاحب ایک محقق اردو ادیب ہیں اور کثیر التصانیف مؤرخ ہند بھی ہیں، اور اس کے ساتھ فلکیات اور ہیئت وغیرہ کا اچھا علم رکھتے ہیں، عصری درسیات اور بچوں کی نفسیات کے ماہر بھی ہیں۔

☆ **نام کتاب: اصلاح معاشرہ**

مصنف: مولانا رضوان احمد ندوی (معاون مدیر "نقیب" پھلواری شریف، پٹنہ، بہار)

مولانا رضوان احمد ندوی ایک جانی پہچانی شخصیت اور علماء شباب میں ہیں، اچھے مقام کے حامل صاحب قلم ہیں، مختلف موضوعات پر ان کی تحریریں دلکش اور دلچسپ ہوتی ہیں، خاص طور پر "نقیب" کے قارئین ان سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں، کئی کتابیں شائع ہوکر مقبول چکی ہیں، انہی میں سماج میں رائج برائیوں کے ازالہ کے لیے لکھا گیا یہ مجموعہ مضامین "اصلاح معاشرہ" کے نام سے اہمیت کا حامل مجموعہ ہے جو مصنف کے پتہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

**ایک دستاویز، ایک کہانی، ایک پیغام**

# رودادِ چمن

ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی۔ جو ۱۹۷۵ء کو دارالعلوم کے وسیع سبزہ زار پر منعقد ہوا۔
کی مفصل روداد، اور اس کے قابل ذکر انتظامات، اور اہم واقعات کی جھلکیاں

مرتبہ: مولانا سید محمد الحسنی مرحوم

سابق ایڈیٹر مجلہ البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

قیمت:-/150 صفحات:-/352

ملنے کا پتہ:

**مجلس صحافت ونشریات، ندوۃ العلماء، لکھنؤ**





پیام عمل

**اعلامیہ بہ موقع**

# ۲۳واں اجلاس عام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد

آل انڈیا مسلم پرسنل بورڈ اپنی عمر کے ۴۱ویں سال میں قدم رکھ چکا ہے اور اس کا ۲۳واں اجلاسِ عام ہندوستان کے تاریخی شہر "اجین" میں منعقد ہو رہا ہے، یہ اجلاس ایک ایسے وقت منعقد ہو رہا ہے، جب پوری دنیا میں خواتین کے تحفظ کی تدابیر اور ان تدابیر کو عملی صورت دینے پر غور کیا جا رہا ہے، خود ہمارے ملک میں عصمت ریزی کا ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے، جو پوری قوم کی پیشانی پر دھبہ ہے اور افسوس کہ ایسے واقعات مسلسل سامنے آتے جا رہے ہیں، —— یہ ایک حقیقت ہے کہ معاشرہ میں خواتین کے ساتھ ناانصافیاں کی جاتی ہیں، ان کی جان ومال اور عزت و آبرو کو نشانہ بنایا جاتا ہے، سسرال ہی میں نہیں؛ بلکہ میکہ میں بھی ان کے ساتھ تشدد کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اسلام نے اس کے سدباب کے لیے ہمہ جہت تدابیر اختیار کی ہیں، وہ صنف نازک کی حفاظت کی ذمہ داری مردوں کے کاندھوں پر رکھتا ہے اور اسی لیے مرد کو قوام قرار دیا گیا ہے، وہ جنسی زیادتی و ہراسانی پر سخت سزائیں دینے کا قائل ہے؛ تاکہ جرائم پیشہ لوگوں کو عبرت ہو اور ان کو کسی کمزور کی طرف ہاتھ اُٹھانے کی ہمت نہ ہو، جرم وسزا کے سلسلہ میں اسلام کے اس تصور کی موجودہ حالات سے تصدیق ہو رہی ہے اور جو لوگ اسلام کے قانون تعزیر پر طنز کیا کرتے تھے، وہ بھی آج اس کی افادیت اور اہمیت کے معترف ہیں، اسلام اس کے ساتھ ساتھ ایسا پاکیزہ ماحول بھی فراہم کرتا ہے، جس کی وجہ سے جرم کی تحریک پیدا نہیں ہو پائے، اور انسان صاف ستھرے ماحول میں رہتے ہوئے اخلاقی قدروں پر قائم رہ سکے، وہ عورتوں کو بھی ہدایت دیتا ہے کہ وہ پردہ کا اور شائستہ ومہذب لباس کا اہتمام کریں، اسی طریقہ کار کا نتیجہ تھا کہ زمانہ جاہلیت کا معاشرہ —— جہاں جنسی جرائم عام تھے —— ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ بن گیا، جس میں مردوں کی نگاہ جھکی ہوتی تھی، عورتیں اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے مؤثر تدبیریں کیا کرتی تھیں اور عفت وعصمت کو انسانیت کا سب سے بڑا جوہر تصور کیا جاتا تھا۔

یہ عجیب بات ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں ایسے جرائم کو روکنے کے لئے صرف قانون کی تلوار استعمال کی جا رہی ہے، سخت سزاؤں کا مطالبہ ہو رہا ہے؛ لیکن نہ دل ودماغ کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور نہ ان اسباب ومحرکات کو روکنے کی سعی کی جاتی ہے، جو ایسے جرائم کا سدباب کر سکیں، یہاں تک کہ جب خواتین سے ان کے تحفظ کے لیے ساتر اور شریفانہ لباس پہننے کو کہا جاتا ہے تو خود خواتین تنظیمیں مخالفت پر کمربستہ ہو جاتی ہیں؛ اس لیے حکومت ہند کو چاہیے کہ ایسے جرائم کے سدباب کے لئے پورے ملک میں نشہ بندی کا قانون بنائے، جس کا ذکر دستور کے رہنما اُصول میں موجود ہے، خواتین کے لئے نائٹ ڈیوٹی کو منع کیا جائے، تعلیمی اداروں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے جداگانہ نظام تعلیم رائج کیا جائے، گھر سے باہر نکلنے والی خواتین کے لئے ساتر لباس کو قانوناً لازم کیا جائے، سیکورٹی نظام کو سخت بنایا جائے، اخلاقیات کو تعلیم کا جزو بنایا جائے، ذرائع ابلاغ اور دوسرے وسائل کے ذریعہ نوجوانوں میں اخلاقی اقدار کو اُبھارا جائے، فحش لٹریچر اور غیر اخلاقی نشریات کے سیلاب بلاخیز پر بند باندھا جائے، تاکہ ان نوجوانوں کے لیے سازگار ماحول فراہم ہو، جو واقعی ایسے جرائم سے بچنے کے خواہاں ہوں، جب تک دل ودماغ میں تبدیلی نہ آئے اور جرم کے محرکات کو روکا نہ جائے، اس وقت تک صرف سخت قوانین اور سخت سزاؤں کے ذریعہ جرائم کو روکنے کی کوشش بے سود اور بے فائدہ ثابت ہوگی اور یہ جڑوں کو چھوڑ کر پتوں پر پانی ڈالنے کے مترادف ہوگا۔

حضرات! اس وقت مغربی قوتیں مشرقی ممالک میں بھی اپنے تہذیبی ایجنڈے کو نافذ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، عورتوں کی نام نہاد آزادی اور مساوات کے نام پر ایسی تجویزیں پیش کی جا رہی ہیں، جن سے خاندانی نظام بکھر کر رہ جائے گا، اخلاقی قدریں تباہ ہو جائیں گی اور انسان کی ہوسناکی جانوروں کو بھی شرمسار کرے گی، اقوام متحدہ کے ذریعہ ہم جنسی اور باہمی رضامندی سے بدکاری کو جائز قرار دینے کا اور عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل مساوات کا نعرہ لگایا جا رہا ہے اور اس کو مشرقی ملکوں پر تھوپنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو ایک غیر فطری بات ہے، اسلام مساوات کا نہیں، عدل کا قائل ہے اور ہر ایک کے فرائض وحقوق ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے مقرر کرتا ہے، اسی میں انسانیت کی فلاح اور بھلائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب خودکشی کے راستہ پر ہے اور آپ اپنی آگ میں جھلس رہی ہے، نکاح کی شرح کم سے کم تر

ہوتی جارہی ہے، طلاق کی شرح میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے، شرحِ پیدائش گھٹتی جارہی ہے، ایسے بچوں کی تعداد بہت سے مغربی ملکوں میں اکثریت میں آگئی ہے، جن کے والد کا اتہ پتہ نہیں ہے، طرح طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہیں، بڑھاپے کی زندگی مردوں اور خاص کر عورتوں کے لئے ایک بوجھ بنتی جارہی ہے، خاندانی نظام کے بکھر جانے کی وجہ سے انسان اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگا ہے، یہ وہ صورت حال ہے جس کو ہر شخص سر کی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور خود مغربی ممالک کے سنجیدہ مفکرین اور دردمند مصلحین اس صورت حال پر سخت پریشان ہیں، مگر افسوس کہ مشرقی ممالک اُس پروپیگنڈہ سے متاثر ہورہے ہیں، جو مغربی تہذیب کی ترقی کے سلسلہ میں میڈیا کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور منظم طور پر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے، جس کی تہذیب اخلاقی قدروں پر قائم رہی ہے، جس نے مختلف مذاہب کی مسلّمہ اور مشترکہ تعلیمات کو ہمیشہ اہمیت دی ہے، شرم وحیا یہاں کے تمدن کا حصہ رہا ہے، ہمیں اپنی اس روایت کو باقی رکھنا چاہئے اور اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ مغرب کی ترقی اس کے علم وتحقیق کی دین ہے نہ کہ حیا باختہ تہذیب کی، ہمیں مغربی علوم سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہئے؛ لیکن اسی قدر یہ بھی ضروری ہے کہ مغربی تہذیب سے ہم اپنے دامن کو بچائے رکھیں، یہ بات نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ ہماری حکومت عوام کے جذبات کے برعکس مغربی طرز زندگی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہے اور بتدریج مغرب کے تہذیبی ایجنڈہ کو اس ملک میں نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؛ لہٰذا تمام محب وطن شہریوں کا فریضہ ہے کہ وہ اس فتنہ کی سنگینی کو سمجھیں اور اپنے ملک کو اس آگ سے بچائیں، جو ہماری سماجی اور اخلاقی روایات کو خاکستر کرکے رکھ دے گی۔

حضراتِ گرامی! کسی بات کی طرف دعوت دینے اور اس دعوت کو مؤثر بنانے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہوتی ہے کہ اس کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے موجود ہو، لوگ چلتی پھرتی زندگی میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں؛ اس لئے ایک داعی اُمت ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ خود مثالی اسلامی معاشرہ پیش کریں، جس میں خواتین کا احترام پایا جاتا ہو، جس میں بیٹیوں کو بوجھ نہ سمجھا جاتا ہو، جس میں خواتین کو اسلامی اُصولوں کے مطابق حصۂ میراث دیا جاتا ہو، جس میں طلاق کے بے جا واقعات پیش نہ آتے ہوں، جس میں خواتین کی عزت وعفت کی حفاظت کو ہر شخص اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہو، جس میں مردوں کی نگاہیں پست رہتی ہوں اور عورتوں کے لباس ساتر ہوں، جس میں بوڑھے ماں باپ کے وجود کو اللہ کی رحمت تصور کیا جاتا ہو نہ کہ بوجھ، جس میں تمام مسلم وغیر مسلم پڑوسیوں کو امن وآشتی حاصل ہو، اور جو زبان حال سے اسلام کی اخلاقی تعلیمات کا ترجمان ہو، اگر ہم مسلم سماج کی ایسی شناخت قائم کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو یہ برادرانِ وطن کے سامنے ایک خاموش، اثر انگیز اور عملی دعوت ہوگی اور جو غلط فہمیاں پیدا کی جاتی ہیں، ازخود ان کا سدباب ہوجائے گا۔

برادرانِ اسلام! یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت مسلمان ملکی سطح پر بھی اور عالمی سطح پر بھی بہت سی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے گذر رہے ہیں، انھیں جان ومال کا خطرہ درپیش ہے، انھیں بے آبرو کیا جاتا ہے، کسی ثبوت وشہادت اور فرد جرم کے بغیر ہزاروں مسلمان نوجوانوں کو قید وبند میں رکھا گیا ہے، اور سالہا سال ان کو جیل میں رکھ کر ان کے مستقبل کو تباہ کردیا جاتا ہے، جب وہ باعزت بری کئے جاتے ہیں، تو نہ سماج میں معمول کی زندگی شروع کرنے کے لئے ان کو مناسب مواقع فراہم کئے جاتے ہیں اور نہ ان عہدہ داروں کی کوئی سرزنش کی جاتی ہے، جنھوں نے جھوٹی دفعات لگاکر بے قصور نوجوانوں کو پھنسایا تھا، بحیثیت ایک قوم مسلمانوں کو رسوا اور تنہا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، انصاف کے دوہرے پیمانے بنالیے گئے ہیں، مسلمان مصیبتوں سے دوچار بھی کیے جاتے ہیں، ان پر ظلم وستم کے پہاڑ بھی ڈھائے جاتے ہیں اور پھر ان ہی کو ظالم بناکر پیش بھی کیا جاتا ہے اور جرم کے کٹہرے میں کھڑا کردیا جاتا ہے۔

ان سب کا مقصد مسلمانوں کے حوصلے پست کرنا اور انھیں احساس کمتری میں مبتلا کرنا ہے؛ تاکہ مسلمان اسلام پر ہونے والی فکری اور تہذیبی یلغار کے سامنے ہتھیار ڈال دیں اور جس خدا بیزار تمدن کا اقتدار پوری دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، اس سے مزاحم نہ ہوں؛ لیکن ہمیں اس نازک موقع پر ایمانی قوت اور بلند حوصلگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو دین پر ثابت قدم رکھنا ہے اور دنیا پر اس حقیقت کو واضح کردینا ہے کہ ہم ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں؛ لیکن اپنے دین اور اپنی شریعت میں ایک نقطہ کا بھی فرق گوارا نہیں کرسکتے، اگر ہم نے صبر واستقامت کا ثبوت دیا اور اس اہم تہذیبی اور فکری معرکہ میں ڈٹے رہے تو ان شاء اللہ کامیابی ہمارا مقدر ہوگی؛ کیوں کہ علم اور دلیل کی طاقت کو ظلم وجور کی طاقت سے زیر نہیں کیا جاسکتا: "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ"۔[آل عمران:۱۳۹]

☆☆☆☆☆



ممبئی کے قارئین کی خدمت میں

ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow
Mob.: 9956069081-9919089014
Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

Phone: 0522-3056047
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں

ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتے پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

فردوس کیفے
CAFE FIRDOS
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27
Vol. No. 50 Issue No.12

Fortnightly
# TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25 April, 2013

Booking Open

SAITECH GRACE

*An Ideal House You Truly Deserve*

2 BHK / 3 BHK & 4BHK
Premium Flats Available
at Affordable Prices

FACILITIES /AMENITIES

24X7 security system, Intercom / EPABX system from Entrance Gate, Power Backup through Generator, Internet connectivity, Pressurized water supply system, High quality single lever bathroom fittings, Open and covered car parking, Children play ground, Jogging / walking track, Gymnasium provision, Automatic high speed lifts, Fire Fighting System, Ample open and covered (stilt and basement) car parking space, Visitor's Parking.

BUILDERS & DEVELOPERS
**SAITECH INFRASTRUCTURE PVT. LTD.**
**MAS COLONISERS (INDIA) PVT. LTD.**

**Corporate Office**
06-F.F., Natraj Complex, 11 B.N. Road, Lalbagh,
Lucknow - 226001
Tele Fax : +91-522-4077160
Mob.: 9838456123, 9450200000,
9450931440, 9415022240
Website : www.saitechbuilders.com
E-mail : saitechinfra@gmail.com

**Site Office** 485/8, Mohan Meakin Road, Daliganj, Lucknow.

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر، فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب، عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ

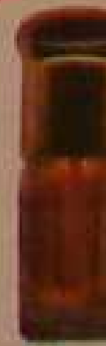

خوشبودار عطریات

———— : کی ایک قابل اعتماد دوکان : ————

ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

تیار کردہ

**IZHARSON PERFUMERS** اظہارسن پرفیومرس

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell 91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ
برانچ: C-5، جنپتھ مارکٹ، حضرت گنج

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 7860632916

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085